عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲۹ صفر المظفر تا ۶ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ نومبر ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۳۲

علم و عمل

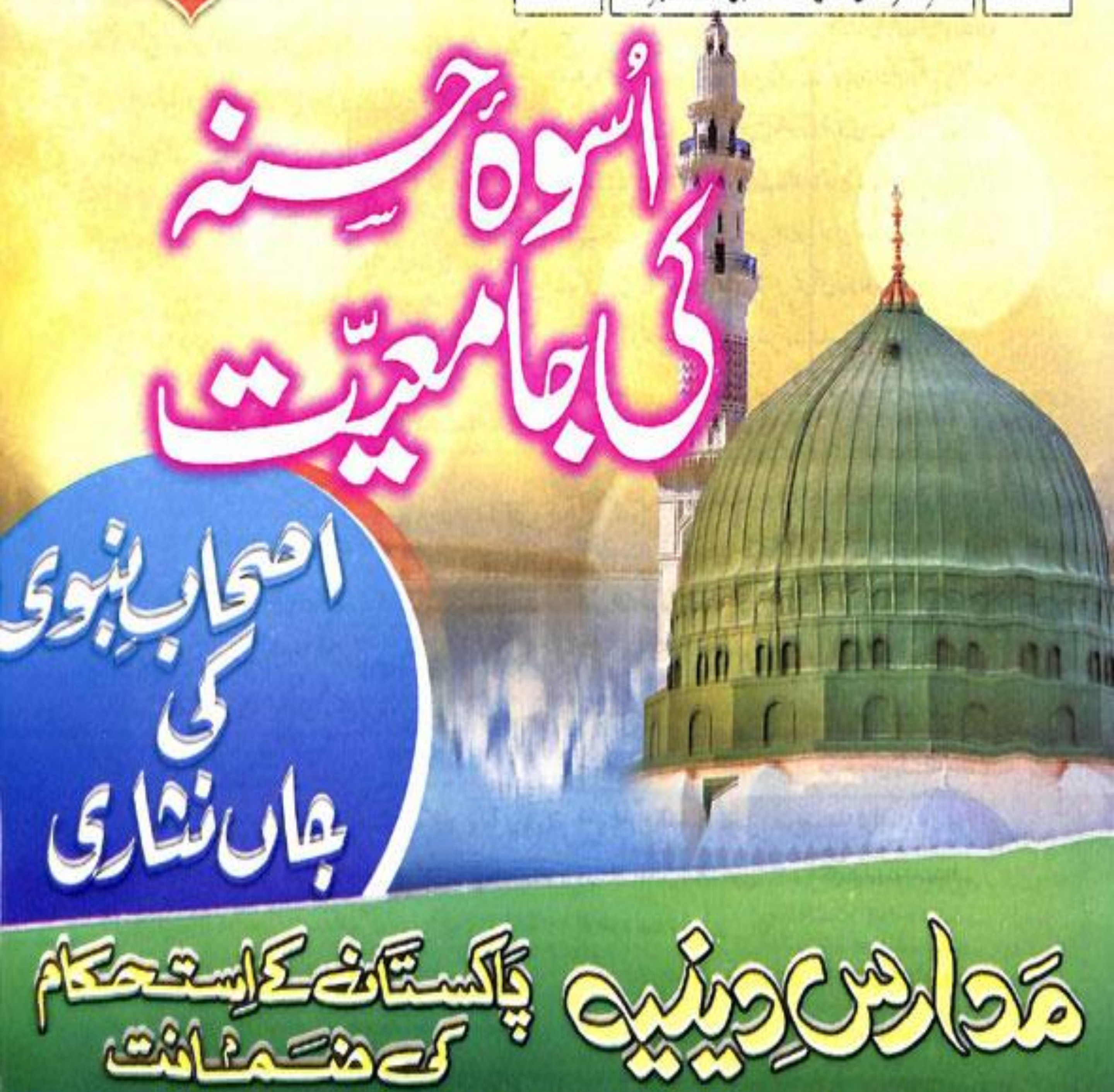

اُسوۂ حسنہ کی جامعیّت

اصحابِ نبوی کی جاں نثاری

مدارسِ دینیہ پاکستان کے استحکام کی ضمانت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

خودکشی کے مرتکب کے لئے دعائے مغفرت

س:......خودکشی کرنے والوں کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ کیا ان کے لئے مغفرت کی دعا کی جاسکتی ہے اور ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں؟

ج:......خودکشی کرنا حرام ہے۔ حدیث مبارک میں اس پر بہت سخت وعید آتی ہے، تاہم اگر کوئی مسلمان خودکشی کرلیتا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ معزز علماء کرام اس میں شریک نہ ہوں بلکہ عام مسلمان پڑھ لیں تاکہ اس خودکشی کے فعل پر لوگوں کو تنبیہ ہوجائے اور آئندہ ایسا فعل کرنے کی ہمت پیدا نہ ہو۔ باقی خودکشی گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہوتا ہے، کافر نہیں ہوتا اور فاسق کے لئے دعائے مغفرت کرسکتے ہیں۔

شرعی معذور نماز کیسے ادا کرے؟

س:......مجھے مسئلہ یہ درپیش ہے کہ میرے جسم میں ایک دانہ (پھوڑا) نکلا ہے، اس سے ہر وقت پیپ، پانی وغیرہ نکلتا رہتا ہے، وضو ایک لمحہ کے لئے بھی برقرار نہیں رہ سکتا اور نہ ہی کپڑے پاک رہ سکتے ہیں تو اس سلسلہ میں اب میرے لئے نماز وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

ج:......آپ شرعی معذور ہیں، آپ کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ آپ ہر فرض نماز کے لئے وقت داخل ہونے کے بعد ایک دفعہ وضو کرلیا کریں اور اس وضو سے دوسری نماز کا وقت داخل ہونے تک جتنی نمازیں آپ پڑھنا چاہتے ہیں، خواہ فرض نماز ہو یا سنت اور نفل، ادا نماز ہو یا قضا وغیرہ سب آپ اس وضو سے پڑھ سکتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کرنا، ذکر اذکار وغیرہ سب آپ کے لئے جائز ہے اور جب دوسری نماز کا وقت داخل ہوجائے تو آپ پر اب دوبارہ وضو کرنا لازم اور ضروری ہوگا اور اس وضو سے بھی فرض، نفل عبادت کی ادائیگی کا حکم اور طریقہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔ گویا روزانہ کم از کم پانچ مختلف اوقات نماز کے لئے آپ پر ہر مرتبہ نیا وضو کرنا ضروری ہے اور اگر ممکن ہو تو ہر فرض نماز کے لئے وضو وتازہ کرنے کے ساتھ ساتھ کپڑے بھی بدلا کریں یا کم از کم پہنے ہوئے کپڑوں کی متعلقہ جگہوں کو دھولیا کریں اور اگر کسی بھی معقول وجہ سے اس طرح کرنا ممکن نہ ہو تو انہیں کپڑوں میں بھی نماز ہوجائے گی۔

’’والمستحاضة ومن به سلسل البول والرعاف الدائم الى آخره وكذا من به انفلات ريح أو استطلاق بطن .... فيصلون بذلك الوضوء ماشاؤا من الفرائض والنوافل وكذا النذور والواجبات مادام الوقت باقيا...... واذا كان جرحه اذا قام اوقعد سال واذا استلقٰى على قفاه لم يسل فانه يصلي قائماً يركع ويسجد ولو كان جرحه يسيل على ثوبه قال السرخسي ان كان ثانياً وثالثاً وكلما غسله عاد فانه يجوزله ان يصلي فيه لأن في غسله مشقة عظيمة فجازله ان يصلي فيه من غير ان يغسله ..... فان خرج الوقت بطل وضوئهم هذا قولهما وقال ابو يوسف يبطل بالدخول ..... وكان عليهم استيناف الوضوء لصلاة آخرىٰ....الخ۔‘‘

(الجوہرۃ النیرۃ،ص:۳۳، ج:۱، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، طبع دہلی)

واللّٰہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲۹ رصفر المظفر تا ۵ رربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ رنومبر ۲۰۱۸ء شمارہ: ۴۲

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مدارسِ دینیہ.....پاکستان کے استحکام کی ضمانت! ۵ محمد اعجاز مصطفیٰ
اسوۂ حسنہ کی جامعیت ۹ مولانا سرفراز خان صفدرؒ
اصحاب نبوی کی جاں نثاری ۱۳ الطاف جمیل شاہ ندوی
علم وعمل ۱۷ مولانا بدیع الزماںؒ
پیغام مدارس مہم ۲۰ مولانا محمد حنیف جالندھری
قانون تحفظ ناموس رسالت... اہمیت وفضیلت (۳) ۲۲ محمد متین خالد
مجلس کے مرکزی قائدین کا تبلیغی دورہ ضلع اوکاڑہ وقصور ۲۶ رپورٹ: مولانا عبدالرزاق

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehma. (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلویؒ

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

حدیث قدسی ۱۳: حضرت امام جعفرؒ اپنے والد امام محمد باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص قریش میں سے میرے والد امام زین العابدینؒ کے پاس آیا تو میرے والد نے اس سے کہا: کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات سناؤں؟ اس نے کہا: ہاں سنائیے! آپ نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو ان کی خدمت میں حضرت جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور انہوں نے کہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس عزت وعظمت کے اعتبار سے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے جو عزت وعظمت آپ کے لئے مخصوص ہے اور وہ آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے، جس بات کو وہ آپ سے بھی زیادہ جانتا ہے، وہ فرماتا ہے تم اپنے کو کیسا پاتے ہو؟ یعنی آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اے جبرئیل علیہ السلام میں اپنے کو مغموم اور مکروب پاتا ہوں، پھر دوسرے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ نے یہی جواب دیا کہ غم اور تکلیف میں مبتلا پاتا ہوں، پھر تیسرے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ نے وہی جواب دیا، جو پہلے دن دیا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آیا، جس کا نام عزرائیل تھا، یہ فرشتہ ایک لاکھ فرشتوں کا سردار تھا اور اس کے ماتحت ہر ایک فرشتہ ایک ایک لاکھ فرشتوں کا سردار تھا، اس عزرائیل علیہ السلام فرشتے نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے اس کا حال دریافت کیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ملک الموت ہے، آپ سے اجازت طلب کرتا ہے، اس نے آپ سے پہلے کبھی کسی شخص سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو اجازت دو۔ جبرائیل نے اس کو حاضری کی اجازت دی، اس نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے، اگر آپ مجھ کو حکم دیں کہ میں آپ کی روح قبض کروں تو قبض کروں گا اور اگر آپ مجھ کو حکم دیں کہ چھوڑ دوں تو میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں جو حکم کروں گا تو وہی کرے گا؟ ملک الموت نے عرض کیا: ہاں مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے اور یہی کہا گیا ہے کہ میں آپ کی فرمانبرداری کروں، امام زین العابدینؒ فرماتے ہیں، آپ نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا، جبرئیلؑ نے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا منتظر ہے، پس آپ نے ملک الموت سے فرمایا: تو جس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کو پورا کر، چنانچہ اس نے آپ کی روح قبض کی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

یہ روایت طویل ہے، مگر ہم نے حسب ضرورت مختصر کر دی ہے، مغموم اور مکروب اس غرض سے فرمایا کہ امت کی بخشش کی فکر اور میرے بعد جو واقعات رونما ہونے والے ہیں، ان کی وجہ سے فکر زدہ ہوں۔

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

جماعت کی نماز میں شامل ہونے کے طریقے

س:...... دو رکعت والی فرض نماز یعنی فجر اور جمعہ کی نماز میں کوئی شخص ایسے وقت پہنچا کہ امام صاحب دوسری رکعت کے رکوع سے بھی فارغ ہو چکے تھے، ایسا شخص کیا جماعت کی نماز میں شامل ہو سکتا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

ج:...... جی ہاں! ایسا شخص بھی جماعت کی نماز میں شامل ہو کر جماعت کی نماز کا ثواب حاصل کر سکتا ہے، اس لئے کہ امام صاحب جب تک سلام پھیرنے کا لفظ ''السلام'' نہیں کہہ لیتے اس وقت تک ان کی اقتدا کی جا سکتی ہے، اس وقت آنے والے لوگ جب امام صاحب دوسری رکعت کے رکوع سے بھی فارغ ہو چکے ہوں تو بظاہر ان کی دونوں رکعتیں نکل چکی ہیں لیکن نماز کے جس حصے میں بھی امام صاحب ہوں تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے امام صاحب کے ساتھ شامل ہو جائیں، جب امام صاحب نماز کی تکمیل کا سلام پھیریں تو یہ امام صاحب کے ساتھ سلام نہ پھیریں بلکہ ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں، پہلی رکعت میں پوری ثنا، پوری اعوذ باللہ، پوری بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پوری پڑھیں، اس کے ساتھ قرآن کا کوئی حصہ ملائیں جیسا کہ پچھلے سوال میں ذکر کیا گیا ہے، پھر رکوع سجود کرنے کے بعد دوبارہ سیدھے کھڑے ہوں اور سورۂ فاتحہ اور قرآن کا کوئی حصہ پڑھیں اور رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ مکمل کر لینے کے بعد سلام پھیریں۔

س:...... اگر کوئی شخص مغرب یا وتر کی جماعت میں ایسے وقت پہنچا کہ امام صاحب تیسری رکعت پڑھ رہے تھے تو ایسے شخص کا جماعت کی نماز میں شامل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟

ج:...... ایسا شخص امام صاحب کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد تیسری رکعت میں شامل ہو جائے اور امام صاحب کی اقتدا کرتا رہے، جب نماز کی تکمیل پر امام صاحب سلام پھیریں تو یہ سلام نہ پھیرے بلکہ صرف التحیات مکمل پڑھ لینے کے بعد خاموشی سے امام صاحب کے سلام کا انتظار کرے اور امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے، پہلی رکعت میں ثنا اور قراءت (سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ) پڑھ لینے کے بعد قعدے میں بیٹھے ... اس صرف مکمل التحیات پڑھے اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوبارہ سیدھا کھڑا ہو جائے اور اگلی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے (اگر وتر کی تیسری رکعت ہے تو اللہ اکبر) اور رکوع سجود اور قعدے میں التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ لینے کے بعد سلام پھیرے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مدارسِ دینیہ

پاکستان کے استحکام کی ضمانت!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

مشہور کہاوت ہے کہ: ایک شخص ایک بستی کے پاس سے گزر رہا تھا، کتے اس کے پیچھے پڑ گئے، اس نے کتوں کو بھگانے کے لئے زمین سے پتھر اُٹھانے کی کوشش کی تو زمین کے یخ بستہ ہونے کی وجہ سے وہ شخص پتھر زمین سے اٹھا نہ سکا، تو کہنے لگا کہ بستی کے لوگ کتنے ظالم ہیں، کتوں کو چھوڑ رکھا ہے اور پتھروں کو باندھ رکھا ہے۔

کچھ یہی حال ہماری حکومتوں اور مقتدر طبقہ کا ہے۔ ایک طرف بے دین، دین دشمن و ملک دشمن عناصر کو کھلی چھٹی دینے کے علاوہ پرائیویٹ اسکول، این جی اوز کے ماتحت عصری اداروں کو مادر پدر آزادی ملی ہوئی ہے کہ وہ جو چاہیں من مانی کریں، جتنا چاہیں فیسیں بڑھائیں اور جو چاہے نصاب پڑھائیں اور جس طرح چاہیں ملک پاکستان کے نونہالوں کے ذہنوں کو ڈھالیں، ایسے ادارے اور عصری اسکول جو ملک پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا اور ملک کو نیم جان کر رہے ہیں، ان کے تو تمام کرتوتوں سے صرف نظر اور دینی مدارس جو ملک عزیز کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی سالمیت اور استحکام کی ضمانت ہیں، ان کو جکڑنے اور ان کے خلاف شکنجہ کسنے کے لئے آئے دن بے جا قوانین کی آڑ میں ان پر سختیاں کی جارہی ہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر وائرل خبر ایک اسکول کے بارہ میں لکھی گئی ہے، ہم اس اسکول کا نام لئے بغیر جو کچھ اس میں ہو رہا ہے اس کی نشان دہی کئے دیتے ہیں اور یہ ایسی باتیں ہیں جن کو پڑھنے سے ایک عقل مند آدمی کے ہوش اُڑ جاتے ہیں اور سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ کیا یہ سب کچھ ہمارے ملک پاکستان میں ہو رہا ہے اور اگر یہ ہو رہا ہے تو ہمارے ارباب اقتدار اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ان کے خلاف نوٹس کیوں نہیں لیتے؟ اور اگر یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا تو اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ لیجیے! آپ بھی اس مضمون کے (جو محترم جناب شاہد خان صاحب نے لکھا ہے) چیدہ چیدہ اقتباسات پڑھ لیجیے:

’’کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ’’اسکول‘‘ کسی ریاست کو شکست دے سکے؟! اس اسکول کا نام سب سے پہلے سوشل میڈیا پر تب گردش میں آیا جب وہاں موجود طالبات نے اپنے خون آلود پیڈز اور زیر جامے دیواروں پر چسپاں کر کے اپنی ’’آزادی‘‘ کا مظاہرہ کیا۔ پھر وہاں طلبہ و طالبات کی مخلوط ڈانس محفلوں کی تصاویر سوشل میڈیا کی زینت بنیں۔ پھر وہاں کے پڑھائے جانے والے نصابی کتب کے سکرین شاٹس شیئر ہوئیں، جن میں پاکستان کے ایسے نقشے تھے جہاں مقبوضہ اور آزاد کشمیر کے علاوہ گلگت بلتستان کو بھی انڈیا کا حصہ دکھایا گیا تھا اور ان کتابوں میں ان کو ’’انڈین سٹیٹس‘‘ لکھا گیا تھا۔ اور یہ معاملہ کسی ایک کتاب تک محدود نہیں تھا، بلکہ تقریباً تمام کلاسز کی تمام کتابوں میں تھے، جن کے خلاف سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا حتیٰ کہ سپریم کورٹ

کے احکامات بھی بے اثر ثابت ہوئے۔

اس اسکول کے خلاف سوشل میڈیا پر آواز اٹھانے والے اس اسکول کے سابق ملازم.....کو اس قسم کے مواد کے خلاف آواز اٹھانے پر زدوکوب کیا گیا اور قتل تک کی دھمکیاں ملیں۔ پاکستانی معاشرے میں سرایت کرنے والے ان طلبہ کی اکثریت تقریباً لادین ہے۔ وہ ان تمام نظریات اور افکار کا تمسخر اڑاتے نظر آتے ہیں، جن پر نہ صرف ہمارا معاشرہ کھڑا ہے، بلکہ جن کی بنیاد پر پاکستان بنایا گیا تھا۔ حد یہ ہے کہ ان طلبہ کی اکثریت کو اردو سے بھی تقریباً نابلد رکھا جاتا ہے، جو اسلام کے بعد پاکستان کو جوڑے رکھنے والا دوسرا اہم ترین جز ہے۔

پاکستان کے اعلیٰ ترین طبقے سے تعلق رکھنے والے ان طلبہ کی اکثریت بڑی تیزی سے پاکستان میں اہم ترین پوزیشنیں سنبھال رہی ہے۔ اگر یہ اسکول اسی رفتار سے کام کرتا رہا تو آنے والے پانچ سے دس سالوں میں پاکستان ایک لبرل ریاست بن چکا ہوگا، جس کے بعد اس کے وجود کو پارہ پارہ ہونے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ مشہور زمانہ گرفتار شدہ ملعون آیاز نظامی کے الفاظ شاید آپ کو یاد ہوں کہ:

”ہم نے تمہارے کالجز اور یونیورسٹیز میں اپنے سلیپرز سیلز (پروفیسرز اور لیکچررز) گھسا دیئے ہیں۔ جو تمہاری نئی نسل کے ان تمام نظریات کو تباہ و برباد کردینگے جن پر تم لوگوں کا وجود کھڑا ہے۔ انہیں پاکستان کی نسبت پاکستان کے دشمن زیادہ سچے لگیں گے۔ وہ جرأت اظہار اور روشن خیالی کے زعم میں تمہاری پوری تاریخ رد کردیں گے۔ انہیں انڈیا فاتح اور تم مفتوح لگو گے۔ انہیں تمہارے دشمن ہیرو اور خود تم ولن نظر آؤ گے۔ انہیں نظریہ پاکستان خرافات لگے گا۔ اسلامی نظام ایک دقیانوسی نعرہ لگے گا اور وہ تمہارے بزرگوں کو احمق جانیں گے۔ وہ تمہارے رسول پر بھی بدگمان ہوجائیں گے، حتی کہ تمہارے خدا پر بھی شک کرنے لگیں گے۔“

اس اسکول نے ”تعلیم“ کے عنوان سے پاکستان کے خلاف جو جنگ چھیڑ رکھی ہے اس کو روکنے میں میڈیا اور سپریم کورٹ (بظاہر) دونوں ناکام نظر آرہے ہیں۔“ https://web.facebook.com/beaconhousewaronpakistan/

....

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس ادارے کے بارہ میں ایسی اطلاعات کے بعد اس کو بند کردینا چاہئے تھا، جو دین اسلام اور ملک پاکستان کے خلاف کھلم کھلا بچوں کا ذہن بنارہا ہے اور اپنے نصاب میں ہندوستان کے موقف کی حمایت اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے احکامات کو پس پشت ڈال رہا ہے۔ لیکن اے کاش! کہ ہماری حکومتوں کی طرف سے اس کے برخلاف دینی مدارس پر چڑھائی ہورہی ہے، صوبہ پنجاب میں مدارس کو کنٹرول بلکہ بند کرنے کے مترادف ان کے خلاف خاموشی سے چیریٹی ایکٹ کے نام سے قانون بنادیا گیا ہے، جس کو ۲۸ر فروری ۲۰۱۸ء کو پنجاب کی صوبائی اسمبلی نے پاس کیا اور ۷ر مارچ ۲۰۱۸ء کو گورنر نے اس پر دستخط کرکے قانون کا حصہ بنادیا، جس سے یہ صاف صاف نظر آرہا ہے کہ اس سے مدارس کو بالکل ہی ختم کرنے کا منصوبہ بنالیا گیا ہے۔

انہی حالات کے پیش نظر ۲۹-۳۰ اکتوبر کو جامعہ دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ وفاق المدارس العربیہ چیریٹی ایکٹ کو یکسر مسترد کرتا ہے، اس کے خلاف ملک گیر مہم شروع کی جائے گی۔ صوبوں، ڈویژنز اور اضلاع کی سطح پر کنونشن منعقد کیے جائیں گے۔ اور یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ وفاق المدارس کو ”ایگزامنر یونیورسٹی“ یا خودمختار تعلیمی وامتحانی بورڈ کا درجہ دیا جائے۔ دینی مدارس کی رجسٹریشن اور دیگر تمام امور کو وزارت تعلیم کے سپرد کیا جائے۔ قربانی کی کھالیں جمع کرنے پر پابندی، این۔او۔سی کی شرط اور

کھالیں جمع کرنے کی پاداش میں دینی مدارس کے ذمہ داران کو سنائی جانے والی سزاؤں، جرمانے اور دیگر اقدامات کے خلاف وفاق المدارس کا عدالت سے رجوع کا فیصلہ، میٹرک تک یکساں نصاب تعلیم نافذ کرنے، چھٹی جماعت تک ناظرہ قرآن کریم اور انٹرمیڈیٹ (بارہویں) تک ترجمۂ قرآن کریم مکمل کرنے کے قانون پر عملدرآمد کیا جائے۔ کوائف طلبی کے نام پر مدارس کو ہراساں کرنے کا سلسلہ فی الفور بند کیا جائے۔ دینی مدارس کے نمائندہ وفاقوں کو اعتماد میں لئے بغیر کوئی بھی یکطرفہ فیصلہ قبول نہیں ہوگا۔ عربی زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے اور سپریم کورٹ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ نیز اردو زبان کو حقیقی معنوں میں قومی زبان کا درجہ دے کر ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ نے حکومت سے مذاکرات کے لئے گیارہ رکنی کمیٹی کا اعلان بھی کیا، جن کے نام یہ ہیں:

۱:- حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب، صدر وفاق، ۲:- حضرت مولانا انوار الحق صاحب، نائب صدر وفاق، ۳:- حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، نائب صدر وفاق، ۴:- حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب، ناظم اعلیٰ وفاق، ۵:- حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، ۶:- حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب، ۷:- حضرت مولانا صلاح الدین صاحب، ۸:- حضرت مولانا سعید یوسف صاحب۔ ۹:- حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب۔ ۱۰:- حضرت مولانا فیض محمد صاحب۔ ۱۱:- حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب۔

اس کے علاوہ عصری اسکولوں کے نظام تعلیم میں آئین پاکستان کے تقاضوں کے مطابق اسلامی علوم کو شامل کروانے اور تعلیمی اداروں کو بیرونی ایجنڈے پر کام کرنے والی این جی اوز کے سپرد کرنے سمیت دیگر امور کی نگرانی کے لئے ایک مانیٹرنگ کمیٹی بھی تشکیل دی گئی، جس کے ارکان یہ ہوں گے:

۱:- مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب، ۲:- مولانا امداد اللہ یوسف زئی صاحب، ۳:- مولانا حسین احمد صاحب، ۴:- مولانا قاضی عبدالرشید صاحب، ۵:- مولانا سعید اسکندر صاحب، ۶:- مولانا سعید یوسف صاحب۔

اس کے ساتھ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحان منعقدہ ۱۴۳۹ھ میں پوزیشن لینے والے طلبہ وطالبات کے اعزاز میں آزاد کشمیر، گلگت بلتستان اور چاروں صوبوں سمیت اسلام آباد میں تقریبات منعقد کی جائیں گی۔

ہوتا یہ ہے کہ حکومتیں بظاہر مدارس اصلاحات کا نام لیتی ہیں، مدارس کی قربانیوں اور خدمات کا اعتراف بھی کرتی ہیں، ان کے لئے کچھ کر گزرنے کا اعلان بھی ہوتا ہے، لیکن یہ سب کچھ ہماری دانست میں درحقیقت ان کو جال میں پھانسنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور یہ صدر جنرل ایوب خان کے زمانہ سے ہو رہا ہے اور یہ تمام تر بیرونی ایجنڈے کے ایما پر ہوتا ہے، جو آج تک تواتر کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ پرویز مشرف نے بھی مدارس کے کردار کو سراہا کہ مدارس پاکستان میں بڑی این جی اوز ہے جو دس لاکھ طلبہ کے کھانے کا انتظام کرتی ہے، لیکن سب سے زیادہ مدارس پر پابندیاں اس کے دور میں لگیں، علماء کرام کی شہادتیں سب سے زیادہ اس کے دور میں ہوئیں۔

حال ہی میں محترم جناب وزیراعظم عمران خان صاحب نے بھی مدارس کے بارہ میں کچھ کر گزرنے کا ارادہ کیا ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنے کئی بیانوں میں اس کا اظہار بھی کیا، بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی بیرونی نامکمل ایجنڈے کی تکمیل کا تسلسل ہے۔ اللہ کرے ایسا نہ ہو۔ بہرحال انہوں نے اتحادِ تنظیماتِ مدارس دینیہ کو ۳۱؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ کو وزیراعظم ہاؤس بلایا اور ان سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ تک رہی۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ جناب قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے درج ذیل پندرہ مطالبات وزیراعظم کے سامنے رکھے:

۱:- دینی مدارس وفاقی ادارے ہیں، ان کا نیٹ ورک آزاد کشمیر، گلگت بلتستان سمیت پورے ملک میں ہے، لہٰذا ان کے جملہ معاملات کو حکومت کی طرف سے وفاقی سطح پر ڈیل کیا جائے۔

۲:-دینی مدارس چونکہ تعلیمی ادارے ہیں، اس لئے ان کے جملہ امور وزارتِ تعلیم کے متعلق ہونا چاہئیں۔

۳:-ملک بھر میں ایک نظام اور ایک طریقہ کار کے مطابق رجسٹریشن کروائی جائے، جس طرح ملک کے دیگر تعلیمی اداروں کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے ویسے ہی مدارس کی بھی رجسٹریشن ہو، اس میں کوئی امتیازی شرائط یا پیچیدگیاں نہ ہوں۔

۴:-مدارس کے سال میں ایک مرتبہ کوائف جمع کئے جائیں۔ ایک ادارہ، کسی ایک ڈیٹا فارم کی بنیاد پر کوائف جمع کرے اور باقی جن اداروں کو دینی مدارس کے کوائف مطلوب ہوں، وہ اسی ادارہ سے لے لیں۔

۵:-دینی مدارس میں پڑھنے کے لئے آنے والے غیر ملکی طلبہ کے ویزوں پر سے نہ صرف یہ کہ پابندی ختم کی جائے، بلکہ ان کو ویزوں کی فراہمی میں آسانیاں پیدا کی جائیں۔

۶:-قربانی کی کھالیں جمع کرنے والے اداروں کے افراد پر جو دہشت گردی مقدمات، ان کی گرفتاریاں اور ان پر جرمانے عائد کئے گئے ہیں، ان کو فی الفور ختم کیا جائے۔

۷:-جن علمائے کرام اور مذہبی کارکنوں کے نام فورتھ شیڈول میں ڈالے گئے ہیں، ان کے نام فوری طور پر فورتھ شیڈول سے نکالے جائیں۔

۸:-دینی مدارس کے بینک اکاؤنٹ کھولنے پر غیر اعلانیہ پابندی عائد کردی گئی ہے، اسے فی الفور ختم کیا جائے۔

۹:-مدارس و مساجد کو بجلی و گیس کے بلوں میں استثناء دیا جائے یا انہیں گھریلو صارفین کے ریٹ پر بل ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔

۱۰:-مدارس میں زیر تعلیم طلبہ کی اسناد کو صحیح حیثیت دی جائے اور ان کے ساتھ امتیازی رویہ بند کیا جائے۔

۱۱:-دینی مدارس اور عصری اسکولوں کے نصاب کو میٹرک تک ایک کیا جائے اور نہ صرف یہ کہ مدارس اور اسکولوں کا نصاب یکساں کیا جائے، بلکہ پاکستان سے طبقاتی تفریق ختم کردی جائے، اسی طرح اس حوالے سے تشکیل دی گئی ٹاسک فورس میں دینی مدارس اور علمائے کرام کو مزید نمائندگی دی جائے۔

۱۲:-عربی زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے، کیونکہ یہ قرآن کریم، رسول کریم اور جنت کی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے دین کی زبان ہے اور اس حوالے سے سپریم کورٹ سے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کی جائے۔

۱۳:-گزشتہ دور میں جن حکومتوں نے چھٹی کلاس تک ناظرہ اور بارہویں تک مکمل ترجمۂ قرآن لازمی قرار دینے کی قانون سازی کرلی، قومی اسمبلی، سینیٹ اور پنجاب اسمبلی میں بل پاس ہوئے وہ اور جن صوبائی اسمبلیوں نے ابھی تک قانون سازی نہیں کی، ان سے اس سلسلہ میں قانون سازی کرائی جائے اور اس قانون پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

۱۴:-اردو کو صحیح معنوں میں قومی زبان کا درجہ دیا جائے اور اردو کو ذریعۂ تعلیم قرار دیا جائے۔

۱۵:-جمعہ کی چھٹی بحال کی جائے۔

محترم وزیر اعظم صاحب نے ان باتوں کو غور سے سنا اور مدارس کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ: آپ حضرات ۳۵ لاکھ بچوں کی تعلیم اور کفالت کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہیں، یہ آپ کی بڑی کنٹری بیوشن ہے اور یہ بھی کہا کہ: مدارس کو دہشت گردی سے منسلک کرنا ناانصافی ہے۔ مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس موقع پر وزیر اعظم صاحب نے جناب شفقت محمود وزیر تعلیم کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جو مدارس کی قیادت کے ساتھ جملہ حل طلب امور پر مذاکرات اور کام کرے گی۔ اور وفاقی وزیر مذہبی امور ان کی معاونت کریں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

اُسوۂ حسنہ کی جامعیت

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

دنیا میں جتنے بھی رسول اور نبی تشریف لائے ہیں ہم ان سب کو سچا مانتے اور ان پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور ایسا کرنا ہمارے فریضہ اور عقیدہ میں داخل ہے۔ ’’لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ‘‘ (البقرہ:۲۸۵) مگر اس ایمانی اشتراک کے باوجود بھی ان میں سے ہر ایک میں کچھ ایسی نمایاں خصوصیات اور کچھ جداگانہ کمالات وفضائل ہیں جن کو تسلیم کیے بغیر ہرگز کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء ورسل علیہم السلام تشریف لائے ہیں تو ان سب کی دعوت کسی خاص خاندان اور کسی خاص قوم سے مخصوص رہی، حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے تو اپنی دعوت کو صرف اپنی ہی قوم تک محدود رکھا۔ حضرت ہود علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے تو فقط قوم عاد کو خطاب کیا۔ حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تو محض قوم ثمود کی فکر لے کر آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے پیغمبر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو نجات دلانے کے لئے بھیجے گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بس بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کی تلاش اور سراغ میں نکلے تھے۔ جب غیروں نے اُن کے روحانی کمالات سے استفادہ کرنے کی اپیل کی تو انہوں نے جواب میں کہا: لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔

(انجیل متی۔باب۵۱۔آیت۶۲)

یہی وجہ تھی کہ ان پیغمبروں میں سے کسی ایک نے بھی اپنی قوم سے باہر نظر نہیں ڈالی، لیکن جب رحمتِ خداوندی کی وہ عالمگیر گھٹا جو فاران کی چوٹیوں سے اٹھی تھی جس سے انسانیت وشرافت، دیانت وامانت، عدل وانصاف اور تقویٰ وورع کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں پھر سے سرسبز وشاداب ہو کر لہلہا اٹھیں۔ وہ قوم وجماعت، ملک وزمین، مشرق ومغرب، شمال وجنوب اور برّ وبحر کی تمام قیدوں اور پابندیوں سے بالکل آزاد تھی۔ وہ بلا امتیاز وطن وملت، بلا تفریق نسل وخاندان، بدوں تمیز رنگ وخون، بغیر لحاظ سیاہ وسپید اور بے اعتبار حسب ونسب تا قیامت پوری نسلِ انسانی کے لئے رحمت مہداۃ بن کر نمودار ہوئی اور ربّ ذوالاحسان نے خود آپ ہی کی زبان فیض رساں سے یہ اعلان کروایا کہ:

’’قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔‘‘ (الاعراف:۹۱)

ترجمہ: ’’آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔‘‘

وہ ابر کرم اٹھا تو فاران کی چوٹیوں سے، مگر سب روئے زمین پر پھول برساتا اور مژدۂ جانفزا سناتا ہوا چھا گیا اور پوری دھرتی کے چپے چپے پر خوب کھلکھلا کر برسا، دشت وصحرا نے اس سے آسودگی حاصل کی۔ بحر وبر اس سے سیراب ہوئے، چمنستانوں نے اس سے رونق پائی اور ویرانوں کو اس کی فیض پاشی نے لعل وگوہر سے معمور کر دیا۔ اہل عرب اس سے مستفید ہوئے۔ باشندگانِ عجم نے اس سے اکتسابِ فیض کیا۔ یورپ نے اس کی خوشہ چینی کی اور ایشیا اس کا گرویدہ بنا۔ دنیا کے تمام گمراہوں کو وادیٔ ضلالت سے نکالنے کی اس نے راہ نمائی کی۔ اور آوارگانِ

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار کھارادر کراچی
فون: 32545573

دشتِ غوایت کی رہبری کی اور نسلِ انسانی کے سب مایوس مریضوں اور ہر قسم کے ناامید بیماروں کو دوا، تریاق اور نسخۂ شفا بخشا۔

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا!
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت صرف نسلِ انسانی ہی کے لئے نہیں بلکہ جنات بھی اس امر کے مکلف اور پابند ہیں کہ آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کرکے آپ کی شریعت پر عمل پیرا ہوکر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نجاتِ اخروی تلاش کریں۔ ثقلین (انس و جن) کا مکلف ہونا نیز جنات کا قرآنِ کریم کو غور و فکر سے سن کر اس پر ایمان لانا اور پھر جاکر اپنی قوم کو تبلیغ کرنا قرآن مجید میں مصرح ہے اور ''عالمین'' کے مفہوم میں جنات بھی شامل ہیں اور قرآن کریم میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو تمام جہانوں کے لئے نذیر بنا کر بھیجا گیا: ''لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا'' (الفرقان:۱)

اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''ارسلت الی الاحمر والاسود. قال مجاھد: الانس والجن'' (مستدرک، جلد۲، ص۴۴۳، قال الحاکم والذہبی علی شرطہما)

ترجمہ: ''مجھے سرخ اور سیاہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ سرخ سے انسان اور سیاہ سے جن مراد ہیں۔''

جو مکارم اخلاق آپ کو خالق کونین کی طرف سے مرحمت ہوئے تھے اور جن کی تکمیل کے لئے آپ کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا وہ مکلف مخلوق کی فطرت کے جملہ مقتضیات کے عین مطابق تھے اور جن کا مقصد صرف یہی نہ تھا کہ اُن کے ذریعہ روحانی مریضوں کو ان کے بستروں سے اٹھا دیا جائے بلکہ یہ بھی تھا کہ اٹھنے والوں کو چلایا جائے اور چلنے والوں کو بسرعت دوڑایا جائے اور دوڑنے والوں کو روحانی کمال اور اخلاقی معراج کی غایۂ قصویٰ تک اور سعادتِ دنیوی ہی نہیں بلکہ سعادت دارین کی سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا جائے، اور ان کا خوانِ نعمت فقط مریضوں کے لئے قوت بخش اور صحت افزا نہ ہو بلکہ وہ تمام مکلف مخلوق کی اصل فطری اور روحانی لذیذ غذا بھی ہو، اور آپ کے مکارم اخلاق اور اُسوۂ حسنہ نے وہ تمام ممکن اسباب مہیا کردیئے ہیں کہ خلق عظیم کی بلند اور دشوار گزار گھاٹی پر چڑھنا آسان اور سہل ہوگیا ہے۔ آپ کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی تھا جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ. وفی روایۃ: مکارم الاخلاق'' (قال الشیخ: حدیث صحیح۔ السراج المنیر، ج:۲، ص:۷۴)

ترجمہ: ''مجھے تو اس لئے مبعوث کیا گیا ہے تاکہ میں نیک خصلتوں اور مکارم اخلاق کی تکمیل کروں۔''

اور یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام خاص خاص جماعتوں اور مخصوص قوموں کے لئے مصلح اور پیغمبر تھے، اسی طرح ان کی روحانیت اور اخلاقی آئینے بھی خصوصی صفات اور اصناف کے مظہر تھے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام مجرم اور نافرمان قوم کی نجات کے لئے باوجود قوم کی ایذا رسانی کے سعی بلیغ کی زندہ یادگار تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اخلاص و قربانی کی مجسم مثال تھے کہ انھوں نے اپنے اکلوتے اور عزیز ترین لختِ جگر کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے اپنی طرف سے ذبح کرہی ڈالا اور اس کے حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمزوری نہ دکھائی، جس کی ایک ادنیٰ اور معمولی سی برائے نام نقل آج بھی ہر صاحبِ استطاعت مسلمان اتارتا اور ''سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ'' کی پیروی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ جدا بات ہے کہ:

تیری ذبح ذبحِ عظیم کی ہو مثیل کیوں کہ خلوص میں
نہ خلیل کا سا ہے دل ترا نہ ذبیح کا سا گلا ترا

حضرت ایوب علیہ السلام صبر و رضا کے پیکر تھے، مصائب و آلام کے بے پناہ سیلاب بہ گئے مگر وہ مضبوط پہاڑ کی طرح اپنی جگہ ثابت رہے۔

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی جرأت حق کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی، کہ فرعون جیسے جابر اور مطلق العنان بادشاہ کے دربار میں ساون کے بادلوں کی طرح گرج اور صاعقۂ آسمانی کی طرح کڑک کر تہلکہ ڈال دیتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صبر آزما حیات یادگار دہر تھی کہ اپنے ہی بیٹوں کے ہاتھ سے پیارے یوسف کے سلسلہ میں اذیت اور دکھ اٹھا کر فصبر جمیل فرما کر خاموش ہوگئے اور اندر ہی اندر آنسوؤں کے طوفان موجیں مارتے ہوئے ساحل امید سے ٹکراتے رہے اور نا امیدی کو قریب نہیں آنے دیا کہ:

''نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں''

حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت مآب زندگی پاکدامن نوجوانوں کے لئے باعثِ صد افتخار ہے کہ انہوں نے امراۃ عزیز کی تمام مکاریوں اور حیلہ جوئیوں کی استخواں شکن زنجیروں کی ایک ایک کڑی کو ''معاذ اللہ'' فرماتے ہوئے پاش پاش کردیا۔

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی شاہانہ زندگی ان سب سے نرالی تھی کہ قبائے سلطنت اور عبائے خلافت اوڑھ کر مخلوق خدا کے سامنے ظہور پذیر ہوئے اور اس طریقہ سے عدل و انصاف کے مطابق ان کی خدمت کا عمدہ فریضہ انجام دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام توکل و قناعت، زہد و خود فراموشی کی ایک پوری کائنات تھے کہ زندگی بھر سر چھپانے کے لئے ایک جھونپڑی بھی نہیں بنائی اور فرمایا: ''اے لوگو! یہ کیوں سوچتے ہو کہ کیا کھاؤ گے؟ فضا کی چڑیوں کے لئے کاشتکاری کون کرتا ہے؟ اور ان کے منہ میں خوراک کون ڈالتا ہے؟ اے لوگو! تمہیں اس کی کیا فکر ہے اور تم یہ کیوں سوچتے ہو کہ کیا پہنو گے؟ جنگل کی سوسن کو اتنی دیدہ زیب پوشاک اور خوبصورت لباس کون پہناتا ہے؟''

یہ تمام بزرگ اور مقدس ہستیاں اپنے اپنے وقت پر تشریف لائیں اور بغیر حضرت مسیح علیہ السلام سب دنیا سے رخصت ہوگئیں لیکن جب قصر نبوت اور ایوانِ رسالت کی آخری اینٹ کا ظہور ہوا جس کے انتظار میں دہر کہن سال نے ہزاروں برس صرف کردیئے تھے۔ آسمان کے ستارے اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ ان کے استقبال کے لئے لیل ونہار بے شمار کروٹیں بدلتے رہے۔ ان کی آمد سے محض کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے ہی نہیں بلکہ رسم عرب، شان عجم، شوکت روم، فلسفہ یونان اور اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس، گر کر آن واحد میں پیوند زمین ہوگئے، تو پورے کرۂ ارض کے لئے ایک عالمگیر سعادت اور ایک ہمہ گیر رحمت لے کر آئی۔ آپ کا وجود مقدس روحانیت کے تمام اصناف کی ایک خوشنما کائنات، اخلاق حسنہ کی ایک دلآویز جاذبیت، اور رنگ برنگ گل ہائے اخلاق کا ایک پورا چمنستان تھا۔ امت مرحومہ کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کی دلسوزی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت داؤد علیہ السلام کی مناجات، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جرأت، حضرت ہارون علیہ السلام کا تحمل، حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی آزمائش، حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت، حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تقرب الٰہی کے لئے گریہ وزاری اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا توکل۔ یہ تمام منتشر اوصاف آپ کے وجود مسعود میں سمٹ کر جمع اور یکجا ہوچکے تھے۔ سچ ہے کہ:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

غرض کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک کی زندگی خاص خاص اوصاف میں نمونہ اور اسوہ تھی۔ مگر سرور دو جہاں صلی اللہ و آلہ وسلم کی اعلیٰ و ارفع زندگی تمام اوصاف و اصناف میں ایک جامع زندگی ہے۔

آپ کی سیرت مکمل اور آپ کا اسوۂ حسنہ ایک کامل ضابطۂ حیات اور دستور ہے۔ اس کے بعد اصولی طور پر کسی اور چیز کی سرے سے کوئی

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

حاجت ہی باقی نہیں رہ جاتی اور نہ کسی اور نظام و قانون کی ضرورت ہی محسوس ہوسکتی ہے۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

اگر آپ بادشاہ اور سربراہ مملکت ہیں تو شاہِ عرب اور فرماں روائے عالم کی زندگی آپ کے لئے نمونہ ہے۔ اگر آپ فقیر ومحتاج ہیں تو کملی والے کی زندگی آپ کے لئے اسوہ ہے، جنہوں نے کبھی دقل (ردی قسم کی کھجوریں) بھی پیٹ بھر کر نہ کھائیں اور جن کے چولہے میں بسا اوقات دو دو ماہ تک آگ نہیں جلائی جاتی تھی۔

اگر آپ سپہ سالار اور فاتح ملک ہیں تو بدر وحنین کے سپہ سالار اور فاتح مکہ کی زندگی آپ کے لئے ایک بہترین سبق ہے جس نے عفو وکرم کے دریا بہادیئے تھے۔ اور ''لاتثریب علیکم الیوم'' کا خوش آئند اعلان فرماکر تمام مجرموں کو آنِ واحد میں معافی کا پروانہ دے کر بخش دیا تھا۔

اگر آپ قیدی ہیں تو شعب ابی طالب کے زندان کی حیات آپ کے لئے درس عبرت ہے۔ اگر آپ تارک دنیا ہیں تو غار حرا کے گوشہ نشین کی خلوت آپ کے لئے قابل تقلید عمل ہے۔

اگر آپ چرواہے ہیں تو مقام ''اجیاد'' میں آپ کو چند قراریط (ٹکوں) پر اہل مکہ کی بکریاں چراتے دیکھ کر تسکین قلب حاصل کرسکتے ہیں۔

اگر آپ معمار ہیں تو مسجد نبوی کے معمار کو دیکھ کر ان کی اقتداء کرکے خوشی محسوس کرسکتے ہیں۔ اگر آپ مزدور ہیں تو خندق کے موقع پر اس بزرگ ہستی کو پھاوڑا لے کر مزدوروں کی صف میں دیکھ کر اور مسجد نبوی کے لئے بھاری بھرکم وزنی پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے ہوئے دیکھ کر قلبی راحت حاصل کرسکتے ہیں۔

اگر آپ مجرد ہیں تو اس پچیس سالہ نوجوان کی پاکدامن اور عفت مآب زندگی کی پیروی کرکے سرور قلب حاصل کرسکتے ہیں جس کو کبھی کسی بدترین دشمن نے بھی داغدار نہیں کیا اور نہ کبھی اس کی جرأت کی ہے۔

اگر آپ عیال دار ہیں تو آپ متعدد ازواج مطہرات کے شوہر کو ''انا خیرکم لاھلی'' فرماتے ہوئے سن کر جذبۂ اتباع پیدا کرسکتے ہیں۔

اگر آپ یتیم ہیں تو حضرت آمنہ کے لعل کو یتیمانہ زندگی بسر کرتے دیکھ کر آپ کی پیروی اور تسلی کرسکتے ہیں۔

اگر آپ ماں باپ کے اکیلے بیٹے ہیں اور بہنوں اور بھائیوں کے تعاون وتناصر سے محروم ہیں تو حضرت عبداللہ کے اکلوتے بیٹے کو دیکھ کر اشک شوئی کرسکتے ہیں۔

اگر آپ باپ ہیں تو حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ، قاسم، عبداللہ اور ابراہیم (وغیرہ) کے شفیق ومہربان باپ کو ملاحظہ کرکے پدرانہ شفقت پر آمادہ ہوسکتے ہیں۔ اگر آپ تاجر ہیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تجارتی کاروبار میں آپ کو دیانت دارانہ سعی کرتے ہوئے معائنہ کرسکتے ہیں۔

اگر آپ عابد شب خیز ہیں تو اُسوۂ حسنہ کے مالک کے متورم قدموں کو دیکھ کر اور ''افلا اکون عبدا شکورا'' فرماتے ہوئے آپ کی اطاعت کو ذریعہ تقرب خداوندی اختیار کرسکتے ہیں۔

اگر آپ مسافر ہیں تو خیبر وتبوک وغیرہ کے مسافر کے حالات پڑھ کر طمانیت قلب کا وافر سامان مہیا کرسکتے ہیں۔

اگر آپ امام اور قاضی ہیں تو مسجد نبوی کے بلند رتبہ امام اور فصلِ خصومات کے بے باک اور منصف مدنی جج کو بلا امتیاز قریب وبعید اور بغیر تفریق قوی وضعیف فیصلہ صادر فرماتے ہوئے مشاہدہ کرسکتے ہیں۔ اور اگر آپ قوم کے خطیب ہیں تو خطیب اعظم کو منبر پر جلوہ افروز ہوکر بلیغ اور مؤثر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اور غافل قوم کو ''اِنّی اَنَا النذیرُ العُریَان'' فرماکر بیدار کرتے ہوئے ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ الغرض! زندگی کا کوئی قابل قدر اور مستحق توجہ پہلو اور گوشہ ایسا باقی نہیں رہ جاتا جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معصوم اور قابلِ اقتداء زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ، عمدہ ترین اسوہ اور اعلیٰ ترین معیار نہ بنتی ہو۔

پس اُس وجود قدسی پر لاکھوں بلکہ کروڑوں درود وسلام، جس کے وجود مسعود میں ہماری زندگی کے تمام پہلو سمٹ کر آجاتے ہیں اور ہماری روح کا ایک ایک گوشہ عقیدت واخلاص کے جوش سے معمور ہوجاتا ہے جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے لعل وگوہر کا جو پائیدار خزانہ تمام ارض وسما اور بحر وبر چھان ڈالنے کے بعد بھی کسی قیمت پر جمع نہیں ہوسکتا تھا وہ انمول خزانہ امت مرحومہ کو اپنے پیارے نبی کے اُسوۂ حسنہ، اپنے برگزیدہ رسول کی سنت صحیحہ اور اپنے مقبول رسول کے معدنِ حدیث کی ایک ہی کان اور معدن سے فراہم ہوگیا ہے۔ اور قرآن کریم کے بعد ہماری تمام بیماریوں کا مداوا حدیث پاک میں علیٰ وجہ الاتم موجود ہے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلّم داشتن

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند انڈیا، ۲۰۰۵ء)

اصحاب نبوی کی جاں نثاری

الطاف جمیل شاہ ندوی

جب مکہ کی خشک پہاڑیوں اور بے آب و گیاہ وادیوں میں اسلام کی صدائے حق بلند ہوئی تو اس کی وسعت نے پورے جزیرہ نمائے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بچے، بوڑھے، جوان، غلام، آزاد مرد و زن، سب اس کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے، اس طرح دوڑ کر اس کی آغوش میں پناہ لینے لگے کہ گویا بڑی بیتابی اور اضطراب سے اس کی آمد کے منتظر تھے۔ قبول اسلام کے وقت ان پر جو کیفیات طاری ہوتی تھیں، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ معصیت کی کثرت سے اکتا چکے ہیں، ارتکاب گناہ کی بے پناہیوں نے ان کو نڈھال کر ڈالا ہے اور ایک عرصہ دراز تک کفر و شرک کی تاریکیوں میں غرق رہنے کے بعد نور کی تلاش میں ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے نظر و بصر اور قلب وضمیر کی ظلمت دور ہو اور اس کی جگہ ان کے اندر روشنی کے چشمہ ہائے صافی ابلنے لگیں۔ یہ جذبہ بلا استثنا مردوں اور عورتوں، سب میں پایا جاتا تھا۔ جو لوگ اس جذبہ صادقہ اور عاطفہ سے محروم تھے اور جن کے دلوں پر ظلمت و تاریکی کی مہریں ثبت تھیں، ان کی تعداد روز بروز کم ہو رہی تھی۔ ان کے ناروا اور غیر پسندیدہ گفتار و کردار کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں ان کا وقار ختم ہو چکا تھا۔ ان کی عام حیثیت اور لوگوں میں شہرت و تعارف کی جو نوعیت تھی، وہ ظالم و ستم رانوں سے زیادہ نہ تھی۔ عوام ان کی ایذا رسانیوں سے گلو خلاصی کے لئے بیتاب تھے۔ ان کی گرفت ظلم اگرچہ مضبوط تھی، لوگوں کی گردنوں پر انہوں نے اپنی السناکیوں کے پنجے گاڑ دیے تھے اور اسلام کی تبلیغ و ترویج اور نشر و اشاعت کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ تھے، مگر لوگ اسلام کی طرف برابر دوڑے چلے آ رہے تھے اور خاندانوں کے خاندان اس کے حلقے میں داخل ہو رہے تھے۔ اس ظلمت کے نرغے میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والے تبصروں اور اعتراضات کے ساتھ جو آلام و مصائب ٹوٹ پڑتے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار خود پر سہہ لیتے، خود کو ان مصائب و مشکلات کے سامنے لا کھڑا کرتے۔ ایسی مثالیں ہزاروں میں ہیں کہ جانثاروں نے محبت و عقیدت کا وہ جذبہ دکھایا کہ تاریخ عالم جس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں دکھا سکتی۔

یہ عقیدت، یہ محبت زبانی نہ تھی بلکہ اپنی جان بھی اس مقصد کے لئے نچھاور کرنے میں یہ حضرات آگے آگے رہتے تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے کیا مجال تھی کہ کوئی آنکھ اٹھا کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا۔ محبت نبوی علیہ السلام سے سرشار اصحاب نبوی علیہ السلام میں اول بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جنہیں کفار مکہ نے لہولہان کر دیا مگر فکر یار سے سرشار یہ عزیمت کی راہ کا راہی مغلوب نہ ہو سکا۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے مصائب و مشکلات کا دور انتہائی کٹھن اور صبر آزما سہہ لیا، مگر دامن نبوی علیہ السلام سے ہاتھ نہ کھینچا، صبر و تحمل کا ایسا مظاہرہ کیا کہ رہتی دنیا تک کے لئے مثال بن گئے۔ احد کے روز جب جنگ عروج پر ہے، تمام لوگ ایسے اوقات میں اپنی جان کی فکر کرتے ہیں، ہر کوئی اپنی جان کا دفاع کرنے میں مصروف رہتا ہے، مگر اس میدان کارزار میں بھی صحابہ کرام دفاع نبوی علیہ السلام کو اولین ترجیح دیتے ہیں۔ اپنی کوئی فکر نہیں، بس غم مصطفیٰ میں ڈوبے یہ پروانے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وارے جا رہے ہیں۔ یہ محبتوں کی رفعت و شان جس پر قربان ہونے کو دل چاہتا ہے، کیسے ہیں یہ عظیم کارواں کے مسافر جو فدا ہو رہے ہیں اپنے رہنما پر، ان کا کیا کہنا، سیدنا عمار بن زیاد بن سکن انصاری رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ جنگ احد میں جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ نے فرمایا کہ کون ہے جو اپنے کو میرے لئے فدا کرے، پس زیاد بن سکن اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمار بن زیاد بن سکن پانچ انصاریوں میں سے کھڑے ہو گئے اور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لڑنے لگے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لڑ رہے تھے، سب سے آخر میں زیاد یا عمارہ بن زیاد نے مقاتلہ کیا، حتیٰ کہ زخمی ہو کر گر پڑے، پھر مسلمانوں کے ایک گروہ نے آ کر ان کو کفار سے چھڑایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو میرے پاس لاؤ، لوگ ان کو آپ کے پاس لے گئے، آپ نے اپنے قدم سے ان کے تکیہ لگا دیا، پس ان کی وفات ہوگئی اور ان کا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر تھا۔ ان کا کیا کہنا کہ اپنے قائد اعظم مرشد اعلیٰ پر فدا ہوگئے۔ یہ منظر کس قدر عظیم ہے کہ قدم مبارک پر سر رکھ کر نبوی علیہ السلام کے آنسوؤں کو بہتے ہوئے دیکھ کر یہ سنتے ہوئے کہ میں تو راضی ہوں، ایسے حال میں فرشتہ آتے ہیں، امام کائنات کے سامنے سے ان کی روح کو لے جاتے ہیں، فرشتے بھی رشک کرتے ہوں گے کہ کس ادا سے یہ صاحب رب کو راضی کر کے چلے گئے۔

ایسے ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کیا گیا، اذیتیں دی گئیں، مگر ان کے دل سے حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کم نہ کر سکے اس محبت وعقیدت سے سرشار کا کیا کہیے جس کے بارے تاریخ کہتی ہے کہ خبیب بن عدی کے قتل میں مشرکین نے بڑا اہتمام کیا، حرم سے باہر تنعیم میں ایک درخت پر سولی کا پھندا لٹکایا گیا، آدمی جمع کیے گئے، مرد، عورت، بوڑھے، بچے، امیر غریب، غرض ساری خلقت تماشائی تھی، جب لوگ عقبہ کے گھر سے ان کو لینے کے لئے آئے تو فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ، دو رکعت نماز پڑھ لوں، زیادہ پڑھوں گا تو کہو گے کہ موت سے گھبرا کر بہانہ ڈھونڈھ رہا ہے، نماز سے فارغ ہو کر مقتل کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں یہ دعا زبان پر تھی۔ پھر یہ شعر پڑھتے ہوئے ایک بڑے درخت کے نیچے پہنچے:

ترجمہ: ''یہ جو کچھ ہو رہا ہے خدا کی محبت میں، اگر وہ چاہے تو ان کٹے ٹکڑوں پر برکت نازل کرے گا'' ''اگر مسلمان رہ کر میں مارا جاؤں تو مجھے غم نہیں کہ کسی پہلو پر خدا کی راہ میں، میں پچھاڑا جاتا ہوں۔''

عقبہ بن حارث اور میرہ عبدری نے گلے میں پھندا ڈالا، چند منٹ کے بعد سر اقدس دار پر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر وحی کے ذریعہ سے ہوئی تو فرمایا: اے خبیب! تجھ پر سلام۔ آنحضور نے عمرو بن امیہ ضمری کو اس شہید وفا کی لاش کا پتہ لگانے کے لئے مکہ بھیجا، عمرو رات کو سولی کے پاس ڈرتے ڈرتے گئے، درخت پر چڑھ کر رسی کاٹی، جسد اطہر زمین پر گرا، چاہا کہ اتر کر اٹھالیں، لیکن یہ جسم زمین کے لئے نہ تھا، فرشتوں نے اٹھا کر اس مقام پر پہنچایا، جہاں شہیدان وفا راہ خدا کی روحیں رہتی ہیں! عمرو بن امیہ کو سخت حیرت ہوئی، بولے کہ کیا انہیں زمین تو نہیں نگل گئی۔ قتل کرتے وقت مشرکین نے قبلہ رخ نہیں رکھا تھا، لیکن جو چہرہ قبلہ کی طرف پھر چکا تھا، وہ کسی دوسری طرف کیونکر پھر سکتا تھا، مشرکین نے بار بار پھیرنے کی کوشش کی، مگر ناکامی ہوئی، خبیب نے جو دعا کی تھی، اس کا اثر ایک سال کے اندر ظاہر ہو گیا، جو لوگ ان کے قتل میں شریک تھے، نہایت بیکسی کی حالت میں مارے گئے۔

صحابیات بھی کم نہیں تھیں۔ جنگ احد سے قافلہ حق جو واپس آیا تو ایک بوڑھی اماں سے کہا گیا کہ آپ کے شوہر، آپ کے بیٹے بھائی شہید ہوگئے، اماں غم نبی صلی اللہ علیہ وسلم دل میں لئے کہتی ہیں: جب رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سلامت ہیں تو میرا ہر غم والم پھر ہلکا ہے۔ ایسے ہی حضرت سمیہؓ کی شہادت تاریخ اسلام کی پہلی دردناک شہادت تھی۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا خواتین اسلام میں پہلی خاتون تھیں جنہوں نے اسلام کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کیا اور اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کا شرف حاصل کیا۔ جب پیغمبر اسلام نے اہل مکہ کو دعوت حق دی تو سمیہ بنت خیاط نے اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں سمیت فوراً اسلام قبول کر لیا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے قبول اسلام سے قبل ابوحذیفہ مخزومی کا انتقال ہو چکا تھا۔ جس وقت آپ نے اسلام قبول کیا وہ مسلمانوں کے لئے انتہائی صبر آزما امتحان کا دور تھا، جو شخص بھی مسلمان ہوتا، مشرکین مکہ کے ایسے ایسے مظالم کا نشانہ بنتا، جس کے تصور سے ہی انسان کانپ اٹھے۔ اسلام دشمنی میں اہل مکہ کے تعلق اور رشتے کا بھی لحاظ نہ کرتے۔ حضرت سمیہؓ کا اسلام قبول کرنا اہل مکہ کو بہت ہی ناگوار گزرا۔ کفار مکہ نے آپ کو اسلام چھوڑ دینے کے لئے مجبور کیا۔ اس سلسلے میں لالچ بھی دیا اور ڈرایا دھمکایا بھی، لیکن آپ کو حق کے راستے سے ہٹانے میں ناکام رہے۔ بنی مخزوم کے ظالم لوگ آپ کی ضعیف العمری کا بھی خیال نہ کرتے، ٹھوکروں، گھونسوں اور لکڑیوں سے اتنا مارتے کہ آپ تکلیف کی شدت سے بیہوش ہو جاتیں، جب ہوش آتا تو آپ سے اسلام چھوڑ دینے کا کہا جاتا۔ آپ جواب میں یہی کہتیں: ''نبی پر ہماری ہزار جانیں قربان'' آپ کے یہ الفاظ کفار

مکہ کا غصہ اور بڑھا دیتے، کفار مکہ آپ کو لوہے کی زرہیں پہنا کر جلتی ہوئی ریت پر لٹاتے، پشت کو دھکتے ہوئے انگاروں سے جلاتے اور کبھی پانی میں غوطے دیتے، لیکن توحید ورسالت سے آپ کے عشق کا یہ عالم تھا کہ زبان سے کلمہ حق کے سوا کچھ نہیں کہتیں۔ راہ حق سے ذرہ برابر بھی ہٹنے کو تیار نہ تھیں۔

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنو مخزوم کے محلے سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ کفار مکہ نے حضرت سمیہؓ کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں تپتی ریت پر لٹا رکھا ہے اور پاس کھڑے ہو کر قہقہے لگا رہے ہیں، حضرت سمیہؓ ضعیف العمری کے باوجود تمام تکالیف برداشت کرتے ہوئے صبر وشکر کر رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں حضرت سمیہؓ کی بے بسی دیکھ کر آنسوؤں سے بھر گئیں۔ آپ نے حضرت سمیہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”صبر کرو، تمہارا ٹھکانہ جنت ہے“۔ ایک دن حضرت سمیہؓ دن بھر کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد گھر واپس پہنچیں تو ابوجہل نہایت غصے میں تھا۔ اس نے حضرت سمیہؓ سے اسلام چھوڑ دینے کا مطالبہ پھر دہرایا، حضرت سمیہؓ نے انکار کیا تو ابوجہل غصہ سے پاگل ہونے لگا۔ اس نے آپ کو سخت اذیتیں دیں، لیکن سمیہ نے یہی جواب دیا: ”جان تو قربان کی جاسکتی ہے لیکن اسلام نہیں چھوڑا جاسکتا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے ابوجہل کا غصہ انتہا کو پہنچ گیا، لہٰذا اس نے حضرت سمیہؓ کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور آپ پر نیزہ تان کر ڈرایا کہ اگر آج تو نے اسلام نہ چھوڑا تو میں تجھے نیزہ مار کر قتل کر دوں گا۔ حضرت سمیہؓ نے ابوجہل کی دھمکی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ابوجہل آگ بگولہ ہو کر حضرت سمیہؓ کو کلمہ پڑھنے سے روکنے لگا، لیکن حضرت سمیہؓ زور زور سے کلمہ پڑھتی رہیں۔ ابوجہل جب ہر کوشش میں ناکام ہو گیا اور اسے احساس ہوا کہ وہ حضرت سمیہؓ کو اسلام چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا تو اس نے پوری طاقت سے حضرت سمیہؓ کو نیزہ مارا جو آپ کو ناف کے نیچے لگا۔ آپ خون میں لت پت ہو کر گر پڑیں اور تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگیں۔ آخر اسی حالت میں شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہوئیں۔ یہ ایک جانباز مسلمان عورت کا پہلا خون تھا جس سے اللہ کی زمین رنگین ہوئی۔ ابوجہل نے حضرت سمیہؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ کو بھی تیر مار کر شہید کر دیا۔ آپؓ کے شوہر حضرت یاسرؓ بھی لرزہ خیز اذیتیں اور ظلم سہتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ ”اے اللہ آل یاسر کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھ“ حضرت سمیہؓ خواتین اسلام میں پہلی خاتون تھیں جنہوں نے اسلام کی خاطر نہایت ضعیف العمری میں کفار مکہ کے مظالم صبر وشکر سے برداشت کرتے ہوئے جان کا نذرانہ پیش کیا اور اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کا شرف حاصل کیا۔ حضرت سمیہؓ کی شہادت تاریخ اسلام کی پہلی دردناک شہادت تھی۔

تاریخ اسلام ایسے پیارے بندوں اور جیالے حضرات سے بھری پڑی ہے جنہوں نے باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کفر ونفاق کی زندگی سے علیحدگی کے بعد راہ وفا کی کانٹوں بھری منزل پر قدم رکھ کر کبھی زبان پر شکوہ کے الفاظ نہ آنے دیے، بلکہ منزل پر رواں دواں رہنے کے دوران ہر مصیبت، ہر آزمائش کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور اپنی ایمانی غیرت وحمیت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ دیکھنے والوں کے دل بھی دہل گئے۔ جب بھی کہیں سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گئی تو یاران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان کی بازی لگا دی، میدان عمل میں جانا ہی نعمت ایمانی سمجھا جاتا تھا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک دن کے دولہے ہیں، صبح اٹھ کر غسل خانہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار سنتے ہیں، دل گوارا نہیں کرتا کہ غسل سے فارغ ہو جاؤں۔ گر خدانخواستہ اس وقت تک محبوب کو کوئی تکلیف پہنچی تو تڑپ کر دوڑ پڑتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے غسیل ملائکہ کا خطاب پاتے ہیں۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد فتنہ وفساد کا ڈر ہے، ہر کوئی اداس، غم سے چور ہے، منافقین سے اندیشہ ہے کہ کوئی فتنہ نہ اٹھا دیں، ہزاروں اندیشے ہیں۔ ہر طرف حالات پر خلیفہ اول کی نظر ہے، پر ختم نبوت پر حملہ آور مسلمہ کذاب کی سرکوبی اولین ترجیح ہے، کیونکہ یہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ آور ہے، یہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے، جب اس کذاب پر حملہ کیا گیا تو وہ دل خراش حادثہ ہوا جواب تک نہ ہوا تھا، یمامہ کے میدان میں بارہ سو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی لاشیں بکھری پڑی ہیں، کسی کا سر تن سے جدا ہے، کسی کا سینہ چرا ہوا ہے، کسی کا پیٹ چاک ہے، کسی کی آنکھیں نکلی ہوئی ہیں، کسی کی ٹانگ نہیں ہے، کسی کا ہاتھ نہیں ہے، کسی کا بازو کندھوں

سے جدا ہے، کسی کی ٹانگ جسم سے الگ پڑی ہے، اور کسی کا جسد ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا ہے۔ یہ بارہ سو صحابہؓ و تابعینؒ اپنے خون میں نہا کر یمامہ کے میدان میں اس شان سے چمک رہے ہیں کہ چرخ نیلوفری پہ چمکنے والے ستارے انہیں دیکھ کر رشک کر رہے ہیں۔ یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آسمانی ہدایت سے ایک کہکشاں زمین پر اتر آئی ہے، یہ کون لوگ ہیں؟ اہل دنیا! یہ وہ لوگ ہیں، جنہیں اللہ کے نبی جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آغوش نبوت میں لے کر پروان چڑھایا۔ جو مکتب نبوت محمدیہ کے فارغ التحصیل تھے۔ جن کے سینوں میں ایمان اور قرآن خود رسول خاتم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتارا تھا۔ جنہیں اس دنیا میں ہی رب العزت نے جنت کے سرٹیفکیٹ جاری کر دیئے تھے۔ جو اس مرتبے کے مالک ہیں کہ آج کی پوری امت مل کر بھی ان میں سے کسی ایک کے برابر نہیں ہو سکتی۔ یہ شہداء جو شہادت کی سرخ قبا پہنے استراحت فرما رہے ہیں۔ ان میں سے سات سو حفاظ قرآن ہیں۔ ستر بدری صحابہؓ ہیں جو کفر و اسلام کے پہلے معرکہ ”غزوۂ بدر“ میں اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لے کر رسول کے پرچم تلے میدان بدر میں اترے تھے۔ یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پچھلی راتوں کے آنسو تھے جو خاک یمامہ میں جذب ہوگئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے لے کر وصال نبوی تک تیس سال کے لگ بھگ جو عرصہ بنتا ہے، اس میں جتنے غزوات ہوئے، جتنی جنگیں ہوئیں، جتنے تبلیغی وفود دھوکہ سے شہید کیے گئے، اور کفار کے مظالم سے جو صحابہ کرامؓ شہید ہوتے رہے ان کی کل تعداد 259 ہے، یعنی پورے دور نبوی میں پورے اسلام کے لئے جو کل صحابہ شہید ہوئے ان کی تعداد 259۔ اور صرف مسئلہ ختم نبوت کے لئے جو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ سو ہے۔ جن میں سے سات سو حفاظ قرآن ہیں، اگرچہ دل و دماغ پر رعشہ طاری تھا مگر ناموس رسالت پر خاموشی گوارا نہیں، کسی قیمت پر نہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دل آزردہ ہیں، مگر جذبہ حرمیں کمی نہ آئی، ہمت و عزیمت کا مظاہرہ کیا اور دکھا دیا۔ اول ترجیح رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کو ہے۔ یہ کچھ باتیں جو عرض کر دیں، شاید ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہوں۔ ☆☆

ظہور خیر البشر سے پہلے

فضا زمانے کی تھی مکدر ظہورِ خیر البشر سے پہلے
جہاں میں تھا مستقل اندھیرا نمودِ سحر سے پہلے

ہوئی ہے تخلیقِ نورِ سرور ازل میں شمس و قمر سے پہلے
کہ ان چراغوں کو ضو ملی ہے انہیں کی روشن نظر سے پہلے

کمال علم و عمل کا پیکر، کرم مجسم، تمام رحمت
جہاں میں ان خوبیوں کا انساں نہ آیا خیر البشر سے پہلے

حرا سے اک چاند لے کے ابھرا بقائے دیں کے نئے تقاضے
بایں عزائم نہ کوئی گزرا عمل کی اس رہ گزر سے پہلے

جہاں کو درسِ حیات دے کر وقارِ انسانیت بڑھایا
بشر کو اپنے مقام کی کچھ خبر نہ تھی اس خبر سے پہلے

خدا نے خود عرش پر بلا کر عطا کیا ہے یہ خاص منصب
کسے یہ حاصل ہوئی ہے عظمت جہاں میں خیر البشر سے پہلے

وہ ہر فسانے کی ابتداً ہیں انہیں کا ہے نور نورِ اوّل
رُخِ منور حجاب میں تھا تخیلِ بوالبشرؑ سے پہلے

خود اپنے دامن میں بڑھ کر لے گی گناہگاروں کو شانِ رحمت
ندامتوں کے ڈھلیں تو آنسو بہ پیشِ حق چشم تر سے پہلے

نہ جانے کیا شے لئے ہوئے ہے زمین طیبہ کا ذرہ ذرہ
کہ دل نے عبرتؔ کیے ہیں سجدے قدم قدم پر نظر سے پہلے

عبرت صدیقی

علم و عمل

حضرت مولانا بدیع الزماں رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین اور آسمان کی تمام مخلوقات پر فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے، جس پر قرآن مجید کی متعدد آیات شاہد ہیں۔ارشاد خداوندی ہے:

''اور ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور خشکی اور دریا میں اس کو سواری دی اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور بہت سی مخلوق پر ان کو فضیلت دی۔'' (الاسراء:۷۰)

اپنے ظاہری جسد عنصری، اعضا کی ساخت وتناسب اور شکل وصورت کے لحاظ سے بھی اس کو تمام عالم کی مخلوق سے ممتاز پیدا کیا۔ ارشاد فرمایا:

''انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر ہم نے پیدا کیا۔'' (التین:۴)

لیکن انسان کی اصل فضیلت و بزرگی کا مدار اس کی باطنی خوبیوں اور اخلاق حسنہ پر ہے۔ جن کو حاصل کرنے سے دوسری مخلوق عاجز اور معذور ہے۔ دنیا میں جب وہ پیدا ہوتا ہے تو اس میں کوئی باطنی خوبی نہیں ہوتی بلکہ حواس ظاہرہ سے پوری طرح استفادہ کرنے سے بھی وہ قاصر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور اللہ نے تم کو نکالا تمہاری ماں کے پیٹ سے کہ نہیں جانتے تھے کسی چیز کو اور دیئے تم کو کان اور آنکھیں اور دل تا کہ تم شکر ادا کرو۔'' (النحل:۷۸)

ظاہری نشو ونما کے ساتھ ساتھ تدریجی طور پر اس کی وہ باطنی مخفی قوتیں بھی ارتقائی منازل طے کرتی جاتی ہیں جو اس میں ودیعت کی گئی ہیں۔ ان صلاحیتوں سے کام لینے اور روحانی کمالات حاصل کرنے کی وجہ سے اس کا مقام اعلیٰ وارفع ہو جاتا ہے۔

درحقیقت روحانی کمالات کا مبدأ و سرچشمہ صفت علم ہے۔ اس صفت عالی کے بغیر انسان نہ دنیوی مناصب واعزاز حاصل کرسکتا ہے اور نہ اخروی مدارج وکمالات تک رسائی پاسکتا ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان اول (آدم علیہ السلام) کی فوقیت و فضیلت تمام ملائکہ مقربین پر ظاہر فرمائی اور یہی وہ حقیقی جوہر ہے کہ جب انسان اس سے تہی دامن ہوتا ہے تو چاہے دنیوی مال واسباب اور جاہ وحشم کا مالک ہی کیوں نہ ہو، حقیقی اور دائمی عزت کا مقام کبھی حاصل نہیں کرسکتا۔

ایک دفعہ شیخ سعدیؒ کے سامنے سے ایک جاہل شخص زرق و برق لباس فاخرہ زیب تن کیے بہترین اسپ تازی پر سوار گزر رہا تھا، اس کو دیکھ کر شیخ سعدیؒ نے کہا: ''عجلاً جسداً له خوار'' (ایک بچھڑے کا جسم ہے، جس کے لئے گائے کی آواز ہے)۔

اسلامی نقطۂ نگاہ سے علم شریعت کا حاصل کرنا سب مقاصد سے اہم بلکہ تمام مقاصد کی روح ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد دو چیزیں بتائیں! ایک علم ربانی کی تعلیم اور دوسری تکمیل اخلاق کی تعلیم۔ علم کے متعلق ارشاد فرمایا: ''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

اور تکمیل اخلاق کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔''

حاصل یہ کہ بعثت نبی کا مقصد اول تعلیم اور دوسرا مقصد تربیت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں علم و اخلاق ہی پھیلانے کے لئے تشریف لائے۔ اسی لئے قرآن مجید کی سب سے پہلی آیت نازل ہوئی تو وہ تعلیم وتعلم ہی سے متعلق تھی ارشاد خداوندی ہے:

''اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھو، جس نے پیدا کیا ہے۔'' (العلق:۱)

یعنی وہ علم پڑھو جس میں رب کا نام ہو اور جس سے معرفت خالق حاصل ہو، جس علم سے خالق حقیقی کی معرفت اور تربیت اخلاق حاصل نہ ہو وہ جہل سے بھی بدتر ہے۔

پھر علم سے مقصود عمل ہے، قرآن و حدیث میں جس علم کے فضائل ذکر کیے گئے ہیں یہ وہی علم ہے جس پر عمل صالح کے ثمرات طیبہ مرتب ہوں، اس لئے کہ علم بے عمل دیوانگی اور عمل بے علم بیگانگی ہے۔

قرون اولیٰ میں سلف صالحین کے نزدیک علم و عمل لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے تھے، ان حضرات کی ساری محنتیں اور شب و روز کی تمام سرگرمیاں صرف رضائے الٰہی کے لئے ہوتی تھیں۔ شیخ شبلیؒ فرماتے ہیں: ''میں نے چار استادوں کے سامنے بیٹھ کر چار ہزار حدیثیں پڑھی ہیں، ان میں سے صرف ایک حدیث کو عمل کے لئے منتخب کرلیا ہے، وہ حدیث یہ ہے:

''دنیا کے لئے اتنا کام کر جتنا تو اس میں رہے گا اور آخرت کے لئے اتنا کام کر جتنا رہنا مقدر ہے اور اللہ کے لئے اتنا کام کر جتنا تو اس کا محتاج ہے اور دوزخ کے لئے اتنا کام کر جتنا تو اس کی تکلیف پر صبر کرسکتا ہے۔''

اس ارشاد رسول کا حاصل یہ ہے کہ تمہیں بہت بڑا فقیہ اور عالم متبحر بننے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے، فرض عین نہیں ہے۔

امام غزالیؒ نے اپنے ایک تلمیذ خاص کو مکتوب تحریر فرمایا، جس میں بزرگانہ نصائح کا بہت بڑا وافر ذخیرہ موجود ہے، اس مکتوب سے چند اقتباسات یہاں نقل کئے جارہے ہیں، جس کا ہر ایک جملہ اہل علم و ارباب بصیرت کے لئے سامان عبرت فراہم کرتا ہے، امام صاحب فرماتے ہیں:

''بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقط علم حاصل کرلینا کافی ہے، عمل کی ضرورت نہیں حالانکہ یہ بہت بڑا اعتقاد اور فلاسفہ کا مذہب ہے۔ سبحان اللہ! اتنا تو جانتے ہو کہ جو شخص علم حاصل کرکے اس پر عمل نہ کرے، اس پر خدا کی حجت قائم ہوجاتی ہے، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اس عالم کو ہوگا جس کو اس کے علم سے کچھ فائدہ نہ پہنچا ہوگا۔''

حضرت جنید بغدادیؒ سے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: ''عبادات و ارشادات سب بے کار ہوگئے، صرف ان چند رکعات نے فائدہ دیا جو کہ تہجد کے وقت پڑھ لیا کرتا تھا۔''

اس لئے میرے فرزند عزیز! اعمال صالحہ اور احوال فاضلہ سے تہی دست نہ رہنا چاہئے اور خوب یقین کرلینا چاہئے کہ عالم بے عمل ہرگز دستگیری نہیں کرسکتا، دیکھو اگر کسی جنگ آزمودہ سپاہی کے سامنے میدان میں کوئی شیر آجائے تو کیا بدون ہتھیار کے شیر سے بچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اسی طرح علم خواہ کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو جب تک اس پر عمل نہیں کروگے مفید نہیں ہوسکتا۔

امام غزالیؒ اسی مکتوب میں آگے چل کر لکھتے ہیں: ''میرے فرزند! اگر تم کو فقط علم ہی کافی ہوتا اور عمل کی حاجت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ہر شب آخری حصہ میں: ''ہے کوئی سوال کرنے والا، ہے کوئی توبہ کرنے والا، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا'' فرمانا بیکار ہوجائے گا۔''

سنو! ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ذکر آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اچھا آدمی ہے کاش تہجد کی نماز پڑھتا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا: ''رات کو زیادہ نہ سویا کرو، کیونکہ رات کو زیادہ سونا قیامت کے روز تہی دستی کا باعث ہوگا۔''

حضرت شقیق بلخیؒ نے جو اپنے دور کے کبار اولیاء میں سے تھے، اپنے مرید خاص حاتم اصمؒ سے فرمایا: تم کتنی مدت سے میرے پاس رہتے ہو؟ عرض کیا: ۳۳ برس سے، فرمایا: اس عرصے میں تم نے کتنے علوم وفوائد حاصل کئے؟ عرض کیا: صرف آٹھ فائدے۔ حضرت شقیق نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون! میں نے تو تمہاری تعلیم و تربیت پر عمر صرف کردی، اور تم نے صرف آٹھ فائدے حاصل کئے۔ مرید نے عرض کیا جناب والا! میری تحصیل تو اسی قدر ہے جو عرض کردی۔ اس سے زائد حاصل کرنے کی مجھے ضرورت بھی نہیں، مجھے یقین ہے کہ میری نجات کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اس پر شقیق بلخیؒ نے فرمایا: اچھا بتاؤ! وہ آٹھ فوائد کون سے ہیں؟ حاتمؒ نے عرض کیا: ''پہلا فائدہ میں نے دیکھا کہ دنیا میں ہر شخص کو کوئی نہ کوئی چیز مرغوب و مطلوب ہوتی ہے۔ اس میں سے کوئی تو مرض الموت تک ساتھ دیتی ہے اور کوئی قبر تک، میں نے پورے تدبر کے ساتھ ایسا محبوب پسند کیا جو قبر میں بھی میرا مونس ہو، وہ عمل صالح ہے۔''

حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ میں نے دنیا میں سب کو خواہش نفس کا تابع پایا، جب یہ آیت میری نگاہ سے گزری:

''جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش بد سے روکا،

پس اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔'' (النزعات:۴۰)

مجھے یقین ہوگیا کہ قرآن مجید ہی سراسر حق ہے تو میں نے اپنے نفس کو ایسا قابو کیا کہ اس کے سارے پیچ وخم نکل گئے، یہاں تک کہ وہ اطاعت حق کیلئے مستعد ہوگیا۔

حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا: اللہ تجھے برکت دے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ دنیا میں لوگ بڑی صعوبتوں اور تکالیف کے بعد کچھ سامان دنیا کا حاصل کرتے ہیں اور دل میں بڑے' سرور نظر آتے ہیں کہ ہم نے عجیب و غریب چیز حاصل کرلی ہے، جب یہ آیت کریمہ میں نے پڑھی:

''جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔'' (النحل:۹۶)

تو میں نے اپنا سارا مال و اسباب فی سبیل اللہ فقراء میں تقسیم کرکے اللہ کے پاس امانت رکھ دیا، اس توقع پر کہ وہ وہاں باقی رہے گا۔

حضرت شقیق بلخیؒ نے جواب دیا: بہت اچھا کیا۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی اس پر فخر کرتا ہے کہ میرے اعزہ واقارب اور خدام بہت ہیں اور کوئی مال واولاد کی کثرت پر نازاں ہے اور کوئی اپنی قوت و طاقت پر اتراتا ہے، میں نے جب یہ آیت پڑھی:

''جو تم میں متقی ہے بے شک وہ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا ہے۔'' (الحجرات:۱۳)

تو میں نے یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد صحیح ہے اور اہل دنیا کے خیالات غلط، پس میں نے تقویٰ اختیار کیا تاکہ عنداللہ مجھے عزت کا مقام حاصل ہوجائے۔

شیخ بلخیؒ نے فرمایا: جزاک اللہ!

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ میں نے بہت سے لوگوں کو ازراہ حسد ایک دوسرے کی بُرائی کرتے دیکھا، کسی کو کسی کے جاہ ومنصب پر حسد تھا اور کسی کو دوسرے کے علم وفضل پر۔ میں نے یہ آیت پڑھی:

''ہم نے ان کے درمیان سامانِ عیش، دنیا کی زندگی میں تقسیم کردیا۔'' (الزخرف:۳۲)

تو میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ ہر ایک مقسوم روز اول ہی سے مقدر ہوچکا ہے، اس میں کسی کا کوئی اختیار نہیں تب میں اس تقسیم خداوندی پر راضی ہوگیا اور کسی کے ساتھ میرا حسد باقی نہیں رہا، سارے عالم سے میری صلح ہوگئی۔

شقیق بلخیؒ نے فرمایا: تم نے بہت اچھا کام کیا۔

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی سبب سے اکثر لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہوجاتے ہیں، میں نے یہ آیت پڑھی:

''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، پس تم بھی اس کو دشمن سمجھو!'' (فاطر:۶)

قرآن مجید سچ فرماتا ہے کہ بجز شیطان کے اور کسی کو دشمن حقیقی نہ بنانا چاہئے، اس بنا پر میں نے شیطان کو اپنا دشمن سمجھ کر ہر بات پر اس کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہوگیا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

''اے اولاد آدم کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرو، یقیناً وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اور میری عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔'' (یٰسین:۶۰)

حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا: تم نے بہت خوب کیا۔

ساتواں فائدہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو روزی کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہوئے اور حرام اور مشتبہ طریقوں میں مبتلا ہوکر ذلیل و رسوا ہوتے دیکھا تو میری نظر اس آیت پر پڑی:

''زمین میں جو بھی مخلوق ہے ہر ایک کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔'' (ھود:۶)

بس میں بے فکر ہوکر اللہ کی عبادت میں لگ گیا۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ لوگ کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ کرتے ہیں، میں نے جب اس آیت پر غور کیا:

''جس شخص نے اللہ پر توکل کیا، پس وہ اس کے لئے کافی ہے۔'' (الطلاق:۳)

تو سب کو چھوڑ کر صرف اللہ پر اعتماد کرلیا، وہی میرے لئے کافی ہے۔

شقیق بلخیؒ نے فرمایا: اے حاتم! تم نے بہت ہی اچھا کیا، خدا تمہیں توفیق دے۔

امام غزالیؒ کے اس طویل مکتوب کا حاصل یہ ہے کہ علم باعمل رحمت و ہدایت اور آخرت میں حقیقی اور دائمی عزت کا ضامن ہے اور علم بے عمل سراسر ضلالت اور عالم آخرت میں ابدی خسارہ اور محرومی کا پیش خیمہ ہے۔

(ماخوذ از اقرأ ڈائجسٹ، دسمبر ۱۹۸۵ء)

☆☆......☆☆

پیغامِ مدارس مہم

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

دینی مدارس ہمیشہ عالمی ایجنڈے پر رہے ہیں۔ اسلام مخالف عالمی استعماری قوتوں نے جہاں دین اسلام کو اپنا حریف اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے راستے کی رکاوٹ خیال کیا، وہیں دینی مدارس کو اسلامی تعلیمات کے مراکز اور اسلامی ثقافت، تہذیب اور تمدن کے قلعے تصور کرتے ہوئے مسمار کرنے اور ناکامی کی صورت میں بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد دنیا میں باہمی کشمکش اور آویزش کے جتنے فریق تھے انہوں نے اس حقیقت کا خوب اچھی طرح سے ادراک کرلیا کہ تہذیبوں کی کشمکش میں برصغیر کے دینی مدارس کا کردار کسی طور پر نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ برصغیر کے دینی مدارس نے برطانوی دورِ اقتدار سے لے کر سوویت یونین کے توسیع پسندانہ عزائم تک کی ڈیڑھ صدی میں جس ہمت، استقامت، مستقل مزاجی اور حوصلے سے دینی تعلیم کو فروغ دیا، دینی اقدار وروایات کو تحفظ دیا اور اسلام مخالف قوتوں کے سامنے مزاحمت کی جو دیوار کھڑی ہوئی وہ دراصل انہی دینی مدارس کی رہینِ منت تھی۔ اس لئے دینی مدارس کو خصوصی ایجنڈے پر رکھ لیا گیا۔

عالمی سطح پر دین اسلام کو، اور پاکستان اور برصغیر میں دینی مدارس کو جس طرح اپنا حریف خیال کر کے ہر الزام اور دشنام کا ہدف بنایا گیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ استعماری قوتوں اور اسلام مخالف عناصر کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ سب سے پہلے پروپیگنڈے کا سہارا لیتے ہیں۔ قرآن کریم کا مطالعہ بھی یہی بتاتا ہے کہ کفار اپنی سازشوں کا آغاز پروپیگنڈے اور شور شرابے سے کرتے آئے ہیں۔ سورۃ حٰم سجدہ (آیت:۲۶) میں کفار کے ایک حربے کا ذکر ان الفاظ میں ہے ''اور کافر لوگ کہتے ہیں اس قرآن کریم کو مت سنو اور (جب قرآن کریم پڑھا جائے تو) شور وواویلا کروتا کہ تم غالب آجاؤ'' کفار قرآن کریم کی آواز، تعلیم اور پیغام کو پھیلنے سے روکنے کے لئے شور مچاتے تھے، تالیاں پیٹتے تھے، باہر سے آنے والے قافلوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور قرآن کریم کی سماعت سے روکنے کے لئے مکہ مکرمہ کے داخلی راستوں پر بیٹھ کر لوگوں کو بے بنیاد اور جھوٹے الزامات اور پروپیگنڈے کی بنیاد پر دین اسلام سے دور رکھنے کی کوشش کرتے اسی پروپیگنڈے کا نتیجہ تھا کہ بعض اجنبی مسافر کانوں میں روئی رکھ کر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے پر مجبور ہوئے۔ کفار کا دوسرا حربہ وہ تھا جسے سورۃ لقمان میں بیان فرمایا گیا کہ نضر بن حارث جیسے کئی شرپسند عناصر تھے جو ناچ گانے کو رواج دیتے، قصے کہانیوں کی کتابیں لاتے، ناچنے گانے والی باندیاں لاتے، لہو ولعب کے آلات کو عام کرتے، رقص وسرود کی محفلیں سجاتے...... یہ سب چیزیں کرنے کا مقصد لوگوں کو دین حق سے محروم اور برگشتہ کرنا اور قرآن کریم کے پیغام سے محروم رکھنا تھا۔ اگر ہم اُس دور سے آج تک کے مختلف ادوار کا جائزہ لیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ ہر دور میں اہل باطل انہی دو حربوں کو بروئے کار لائے اور آج بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ پہلے مرحلے پر دین کی دعوت اور تعلیم دینے والے اداروں، افراد اور محنت کو مشکوک بنایا جاتا ہے۔ ایسے افراد اور اداروں سے عوام الناس کو دور رکھنے اور ان کے بارے میں بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور دوسرے مرحلے میں لہو ولعب، راگ و رنگ، فحاشی وعریانی، رقص وسرود اور بے راہ روی کو پھیلانے کی محنت کی جاتی ہے۔ آج مسلمان معاشرے انہی دو حربوں کا ہدف ہیں۔ چنانچہ ایسے خطے جہاں دینی مدارس اور دینی تعلیم کے مراکز نہ تھے، وہ اہل باطل کے لئے تر نوالہ ثابت ہوئے اور رفتہ رفتہ وہاں سے دینی وابستگی، شعائر اسلامی اور وہاں کے بسنے والوں کی دینی شناخت کا خاتمہ ہو کر رہ گیا، چنانچہ ہسپانیہ اس کی ایک واضح مثال ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال جیسے مفکر کو یہ کہنا پڑا کہ ان دینی مدارس کو اسی حال پر رہنے دو، کیونکہ دینی مدارس کے نہ ہونے کی وجہ سے دینی زوال کی جو حالت ہوتی ہے وہ ہسپانیہ میں، میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں۔

آج ہمیں علامہ اقبالؒ کے اس فرمان کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ آج بدقسمتی سے دینی مدارس کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ،

جھوٹے الزامات اور غلط فہمیوں کو رواج دینے کی مسلسل کوشش ہورہی ہیں اور عوام الناس کے ذہنوں میں مدارس کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں، ایسے میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے غیر معمولی اجلاس میں ملک بھر کے ممتاز اور مقتدر علماء کرام نے پیغام مدارس کے عنوان سے رابطہ و اہم مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مہم کے تحت ملک بھر کے ہر ضلع میں دو پروگرام منعقد ہوں گے۔ پہلا پروگرام صرف ائمہ وخطباء، علماء وطلبہ اور اہل مدارس کا ہوگا۔ اس پروگرام کا مقصد اہل مدارس ومساجد کا باہمی رابطہ مضبوط اور مستحکم کرنا ہے جس کی بے حد ضرورت ہے اور اس رابطے اور اتحاد کے بہت مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بعض علاقوں میں اہل مدارس ومساجد کا باہم ربط نہیں۔ برسوں گزر جاتے ہیں انہیں مل بیٹھنے کا موقع نہیں ملتا۔ بعض اوقات ملاقاتیں اور رابطے نہ ہونے کی وجہ سے آپس میں غلط فہمیاں اور رنجشیں پیدا ہوتی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رابطے نہ ہونے کے باعث ایک دوسرے کے مسائل ومشکلات سے آگاہی نہیں ہو پاتی اس لئے ایک پروگرام صرف اہل مدارس و مساجد کا ہوگا جبکہ دوسرا پروگرام عوام الناس کے لئے ہوگا جس میں ائمہ وخطباء اور طلبہ وعلماء بھی شریک ہوں گے لیکن عوامی مقامات پر منعقد ہونے والے ان پروگراموں میں عوام الناس اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی شرکت کو یقینی بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ اس پروگرام کے ذریعے سے عوام الناس کو دینی مدارس کی ضرورت واہمیت اور کردار وخدمات سے روشناس کروانے کی کوشش کی جائے گی اور مدارس کے بارے میں اسلام دشمن اور پاکستان دشمن قوتوں کے عزائم سے آگاہ جائے گا۔ یاد رہے کہ یہ پروگرام ضلع کی سطح پر ہوں گے تاکہ بالکل ابتدائی سطح سے رابطہ عوام مہم کا آغاز ہو، پھر اگلے مرحلے میں صوبائی سطح پر اور بعد ازاں اسلام آباد میں دینی مدارس کی خدمات کے حوالے سے عظیم الشان پروگرام منعقد کئے جائیں گے۔

ان پروگراموں کے ذریعے دینی مدارس کا پیغام جو درحقیقت رجوع الی اللہ کی دعوت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واتباع اور ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کا پیغام ہے اسے عام کیا جائے گا۔ دینی مدارس دراصل دین مبین کی حقیقی دعوت اور تعلیمات عام کرنے والے ادارے ہیں۔ ایسے دور میں جب غلط فہمیوں اور غلط تعبیرات کے ذریعے دین اسلام کا حلیہ مسخ کرنے کی جسارت کی جارہی ہے ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی مدارس کے پیغام کو وطن عزیز کے بچے بچے تک پہنچایا جائے۔ پاکستانی عوام کو نظریہ پاکستان کا سبق پھر سے تازہ کروایا جائے اور پاکستان کو جن مقاصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا ان مقاصد اور اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کی پرامن جدوجہد کی طرف متوجہ کیا جائے۔ ایک ایسے عہد میں جب تہذیبوں کی کشمکش جاری ہے، ایسے میں اسلامیان پاکستان کو اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی اقدار وروایات کی حفاظت کا احساس دلایا جائے اور اپنے تابناک ماضی سے پورے اعتماد سے وابستگی کا درس دیا جائے۔ ایسے وقت میں جب لسانیت اور فرقہ واریت کے فتنے جگہ جگہ سے سر ابھار رہے ہیں ایسے میں دینی مدارس اتحاد ویکجہتی کے مراکز ہیں، ان کے پیغام اتحاد ومحبت کو ملک کے گلی کوچے میں عام کیا جائے۔ جب مذہب کے نام پر دہشت گردی کا بازار گرم کیا جائے تو لوگوں بالخصوص نوجوانوں تک اسلام کی صحیح تعبیر اور پیغام کا پہنچانا لازم ٹھہرتا ہے۔ ایسے وقت میں جب لبرل ازم اور سیکولر ازم کوچہ وبازار میں نکلنے کے جتن کررہے ہوں ایسے میں اسلام پسندوں اور دین ووطن سے محبت کا دم بھرنے والوں کو بھی میدان عمل میں نکلنا چاہئے۔ جب تعلیم کے نام پر تجارت ہورہی ہو، جب فیشن کے نام پر بے حیائی کو رواج دیا جارہا ہو، جب مسلم معاشرہ زوال کی طرف بڑھ رہا ہو، جب خاندانی سسٹم کو خطرات لاحق ہوں، جب دنیا بھر کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا رخ وطن عزیز پاکستان کی طرف ہو ایسے میں دینی مدارس کا اپنے ملک وملت کی پاسبانی، اپنی قوم میں شعور اجاگر کرنے، اپنے گھر کی تعمیر وترقی اور امن واخوت کا پیغام عام کرنے کی ضرورت مزید بڑھ جاتی ہے۔ پیغام مدارس دراصل دینی مدارس کے ہمہ جہتی پیغام اور پروگرام کو قریہ قریہ اور بستی بستی پہنچانے کی ایک کوشش ہے جسے ہم سب نے انفرادی اور اجتماعی طور پر کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے۔ ان شاء اللہ!

توقع کی جارہی ہے کہ ''پیغام مدارس'' کے عنوان سے شروع کی جانے والی اس مہم کے نہ صرف دینی مدارس بلکہ پاکستان کے مستقبل پر دوررس اثرات مرتب ہوں گے۔ ان شاء اللہ!۔

☆☆..................☆☆

قانون تحفظ ناموس رسالت

اہمیت وفضیلت

تیسری اور آخری قسط

محمد متین خالد

مغرب جو آزادی اظہار، آزادی رائے، آزادی تقریر وتحریر، حقوق انسانی، امن وآشتی، روشن خیالی، علم وشعور، وسعت نظر، تحمل، برداشت، عدم تشدد، مذہبی رواداری، شہری آزادی، فہم و تدبر، جمہوریت، حقوق نسواں اور دنیا بھر میں سب سے زیادہ مہذب ہونے کا پرچارک اور بلا شرکت غیرے چیمپین بننے کا دعویدار ہے۔ یہاں ہر رنگ، ہر نسل، ہر قوم اور ہر مذہب کے افراد بستے ہیں جنہیں یکساں حقوق حاصل ہیں مگر مسلمانوں کے ساتھ اسلام دشمنی کی آڑ میں نفرت انگیز اور متعصبانہ رویہ رکھا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ، مغرب میں شراب خانوں کو مدینہ اور نائٹ کلبوں کو مکہ کا نام دیا جاتا ہے، کبھی جوتیوں پر قرآنی آیات منقش کر دی جاتی ہیں، کبھی زیر جامہ اسلامی شعائر کا مذاق اڑانے والی تحریریں لکھ دی جاتی ہیں، مسلمانوں کی مسجدوں پر حملے اور ان کی بے حرمتی معمول کی بات ہے، گنبد اور مینار بنانے پر پابندی ہے۔ برقع اور اسکارف کو اپنی تہذیب کے خلاف قرار دے کر پابندی لگا دیتے ہیں۔ راہ چلتی برقع پہنے خواتین پر تھوکا جاتا ہے۔ حالانکہ وہاں مردوں اور عورتوں کے سرعام ننگے ہونے پر کوئی پابندی نہیں۔ داڑھی اور پگڑی کو نفرت کی علامت بنا دیا گیا ہے، ایسے مسلمانوں پر ملازمت کے دروازے بند ہیں۔ اسامہ بن لادن کی داڑھی اور پگڑی والی تصویریں جوتوں اور انڈرویئر پر شائع کر کے فروخت کی جاتی ہیں۔ خواتین کے ملبوسات پر مقدس قرآنی آیات چھاپنا، پھر ان ملبوسات کی نمائش کے لئے خواتین کی کیٹ واک کرنا، شراب کی بوتلوں کے ڈھکنوں، کوکا کولا کے کین، فٹ بال اور جوتوں پر کلمہ طیبہ، اللہ اور اس کے رسول کا نام لکھنا، اسلام کی مقدس شخصیات کے کرداروں پر فلمیں بنانا، مسجد اقصیٰ میں خنزیر کا سر رکھنے کے شرانگیز واقعات، پرنٹ میڈیا میں اسلامی مقدس شخصیات کی خیالی تصاویر شائع کرنا اور ان کے خیالی مجسمے بنانا، اسم محمد کو انگریزی میں بگاڑ کر لکھنا، رسائل وجرائد اور کتابوں میں توہین کرنا، انٹرنیٹ پر قرآنی آیات میں تحریف کرنا، فرشتوں، پیغمبروں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی فرضی تصاویر اور غلط فرضی معلومات فراہم کرنا تو مغرب کا روزمرہ کا معمول ہے۔ افسوس ہے کہ یہ سب کچھ آزادی مذہب اور آزادیٔ اظہار کے نام پر کیا جاتا ہے۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ مغرب گستاخی رسول کو آزادیٔ اظہار سے تعبیر کرتا ہے لیکن اس کے ہاں کسی شخص کو یہ جرأت نہیں کہ وہ ہولوکاسٹ (Holo Caust) پر ایک لفظ بھی ادا کر سکے۔ ہولوکاسٹ کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا تھا کہ دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کے دور اقتدار میں پولینڈ کے شہر شوئز میں بنائے گئے گیس چیمبرز میں تقریباً 60 لاکھ یہودیوں کو قتل کیا گیا۔ اس بنیاد پر یہودیوں کی نمائندہ تنظیم ''نیشنل جیوش کانفرنس'' نے یورپی اقوام سے مطالبہ کیا کہ ''ہٹلر نے دوسری جنگ عظیم کے دوران یہودیوں کا قتل عام کیا ہے، جس میں 60 لاکھ یہودی مارے گئے اور اب بہت تھوڑے سے یہودی باقی بچے ہیں جن کے پاس زمین کا کوئی ایسا خطہ موجود نہیں، جہاں وہ آزاد اور خود مختار حیثیت سے رہ سکیں، لہٰذا انہیں دوبارہ زندگی کی شروعات کے لئے ایک علیحدہ ریاست دی جائے۔ اس پروپیگنڈہ کے نتیجہ میں اُن کو اسرائیلی ریاست الاٹ کر دی گئی۔ بعد میں تحقیق ہوئی تو یہودیوں کا دعویٰ سراسر جھوٹا اور من گھڑت نکلا۔ تب یہودیوں نے ایک قانون بنوا دیا کہ ہولوکاسٹ کی مبینہ صداقت کو کہیں بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ جو شخص ہولوکوسٹ کے جھوٹ پر تحقیق کرے گا، وہ قابل گردن زدنی ہوگا۔ 19 جون 2004ء کو اسرائیلی پارلیمنٹ نے حکومت کو یہ اختیار دیا کہ دنیا میں کبھی، کسی جگہ بھی اگر کوئی شخص 60 لاکھ کی تعداد کو کم بتانے کی کوشش کرے تو وہ اس پر مقدمہ چلا سکتی ہے اور اس ملک سے اسے نفرت پھیلانے کے جرم "Hate Criminal" کے طور پر مانگ سکتی ہے، گرفتار کر سکتی ہے اور سزا دے سکتی ہے۔ جرمنی جیسا ملک سالانہ 50 ملین مارک آج تک اسرائیل کو ادا کر رہا ہے اور یہ جرمانہ 2030ء تک ادا کیا جائے گا۔ اب وہاں یہ سوال اٹھ رہا ہے

کہ کیا واقعی اُس وقت جرمنی میں 60لاکھ کے قریب یہودی موجود تھے؟

سیکولر حضرات کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ ہمیں مولویوں کا پاکستان نہیں بلکہ قائداعظم محمد علی جناحؒ اور علامہ اقبالؒ کا پاکستان چاہئے۔

سیکولر حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ مذکورہ بالا دونوں شخصیات نہ صرف اسلامی تعلیمات سے بے حد متاثر تھیں بلکہ وہ دونوں عملی زندگی میں بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے گستاخ رسول راجپال کو جہنم واصل کرنے والے غازی علم الدین شہیدؒ کا مقدمہ لڑا تھا۔ انہوں نے مقدمہ کے واقعات کو سامنے رکھ کر انتہائی قابلیت کے ساتھ غازی علم الدین کا مقدمہ لڑا۔ انہوں نے انتہائی مدلل اور علمی دلائل دیئے۔ عینی گواہوں کے بیانات اور سیشن جج کے فیصلہ کی کمزوریوں کو واضح کرکے کیس کے بخیے ادھیڑ دیئے۔ مختصراً انہوں نے عدالت کو بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر رکیک حملے کرنا جرم ہے۔ راجپال کی کتاب انتہائی دلآزار ہے۔ اسے پڑھ کر کوئی بھی مسلمان اپنے پیغمبر کی ناموس کا بدلہ لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ملزم کا یہ قتل انتہائی اشتعال انگیزی پر مبنی ہے، اس لئے غازی علم الدین کے خلاف زیر دفعہ 302 قتل عمد کے بجائے 308 قتل بوجہ اشتعال کارروائی کی جانی چاہیے اور ملزم کو موت کے بجائے سات سال قید کی سزا کا مستوجب سمجھنا چاہئے۔

اگر قائداعظمؒ سیکولر ہوتے تو وہ غازی علم الدین شہیدؒ کے مقدمے کی پیروی کے بجائے روایتی سیکولروں کی طرح یہ کہتے کہ چونکہ سیکولرازم کے تحت ہر شخص کو فکر کی آزادی کا حق حاصل ہے، اس لیے راجپال نے اہانت رسولؐ پر مبنی مواد شائع کرکے اپنے حق کا استعمال کیا ہے، اس لیے میں "آزادی اظہار کے علمبردار" راجپال کی طرف سے عدالت میں پیش ہوں گا۔ جبکہ گستاخ راجپال کو قتل کرنے والے غازی علم دین کا مقدمہ لڑنے کے لئے قائداعظم محمد علی جناحؒ خصوصی طور پر لاہور آتے رہے۔ اس کا واضح مطلب ہے کہ قائداعظم غازی علم دین کے اقدام کو درست سمجھتے تھے۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی جواب ہے جو یہ بودی دلیل دیتے نظر آتے ہیں کہ گستاخ کی سزا ہے بھی تو وہ مسلم ممالک میں نافذ کرنے کے لئے ہے، کیونکہ جس وقت غازی علم دین نے راجپال کو انجام تک پہنچایا اور قائداعظم نے ان کا مقدمہ لڑا، اس وقت برصغیر پر انگریزوں کی حکمرانی تھی۔

اسی طرح غازی علم الدین شہیدؒ کے جنازہ کے موقع پر تحریک پاکستان کے فکری باپ حضرت علامہ اقبالؒ نے روتے ہوئے تاریخی جملہ فرمایا: ''اسیں گلاں ای کردے رہ گئے، تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا!''

معترضین کا کہنا ہے کہ اگر قانون توہین رسالت ختم کر دیا جائے تو نہ صرف اقلیتوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو جائے گا بلکہ اس سے کچھ بھی فرق نہ پڑے گا۔

معترضین کا یہ مطالبہ نہایت مضحکہ خیز ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تحفظ ناموس رسالت کا یہ قانون قرآن وسنت پر مبنی اور متفقہ علیہ ہے۔ اسے ختم کرنے کا مطالبہ مسلمانوں کی دل آزاری اور اسلامی بنیادی عقیدے پر حملہ کرنے کے مترادف ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ انتہاپسند عناصر اس قانون کو ختم کرنے کے کیوں درپے اور بضد ہیں جبکہ یہ قانون اقلیتوں کا محافظ ہے۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری (Criminal Procedure Code) کے تحت تقریباً تمام مقدمات کی تفتیش ایک عام پولیس آفیسر ASI کرتا ہے۔ لیکن اگر کسی ملزم کے خلاف قانون توہین رسالت (295/C) کے تحت مقدمہ درج ہو تو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 156-A کے تحت تفتیش کرنے والا آفیسر کسی صورت بھی ایس پی (SP) کے عہدے سے کم نہیں ہوگا۔ یاد رہے کہ ایس پی یا ڈی پی او پورے ضلع کا سربراہ اور عموماً سی ایس ایس آفیسر ہوتا ہے۔ وہ اس کیس کی پوری دیانتداری، غیر جانبداری اور دلجمعی کے ساتھ تفتیش کرے گا اور اگر وہ شواہد و واقعات کی بنا پر یہ محسوس کرے کہ ملزم کے خلاف مقدمہ غلط درج ہوا ہے تو وہ اسے اپنی تفتیش میں بے گناہ قرار دے کر مقدمہ خارج کر دے گا۔ علاوہ ازیں اگر ملزم، ایس پی کی تفتیش یا اس کے رویے سے مطمئن نہ ہو تو پولیس رولز کے مطابق اعلیٰ پولیس حکام کو درخواست دے کر تفتیش تبدیل کروا سکتا ہے۔ اس پر کوئی دوسرا ایس پی یا اس سے کوئی بڑا آفیسر DIG وغیرہ اس کیس کی تفتیش کرے گا۔ اس کے بعد مقدمہ/ چالان سیشن کورٹ میں آتا ہے جہاں استغاثہ کے تمام گواہ پیش ہوتے ہیں جن پر ہر طرح سے جرح ہوتی ہے۔ پھر گواہان صفائی پیش ہوتے ہیں، ملزم کا اپنا بیان ریکارڈ ہوتا ہے۔ دونوں جانب سے وکلا اپنے دلائل دیتے ہیں۔ پراسیکیوٹر بھی اپنی قانونی رائے سے عدالت کو مطلع کرتا ہے۔ آخر میں جج صاحب پورے ریکارڈ کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لیتے اور فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ یہاں اگر ملزم بری ہو جائے تو ٹھیک ورنہ وہ اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کرسکتا ہے جہاں دو معزز جسٹس صاحبان اس سارے کیس کا مکمل جائزہ لیتے اور

فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ اگر یہاں بھی ملزم کے خلاف فیصلہ آجاتا ہے تو وہ سپریم کورٹ میں اپیل کر سکتا ہے۔ سپریم کورٹ میں ایسے کیس کی سماعت تین جج صاحبان کرتے ہیں۔ اگر یہاں بھی فیصلہ ملزم کے خلاف ہو جائے تو وہ اس پر نظر ثانی اپیل دائر کر سکتا ہے۔ اگر یہاں بھی فیصلہ خلاف آجائے تو سزا کے خلاف صدر مملکت کے پاس رحم کی اپیل کی جا سکتی ہے۔ ملزم کو اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے اتنے سارے مواقع میسر آنا نہایت خوش آئند بات ہے۔ اس طریقہ کار کی موجودگی میں قانون توہین رسالت کی تنسیخ کا مطالبہ غیر قانونی اور غیر منصفانہ ہے۔ ملزم کے خلاف سزا کا فیصلہ عدالت نے کرنا ہے۔ اگر یہ قانون موجود نہ ہو تو لوگ مشتعل ہو کر ملزم کو موقع پر ہی قتل کر دیں گے۔

اس قانون سے معمولی واقفیت رکھنے والا شخص بھی یہ جانتا ہے کہ یہ قانون تو ملزم کو عوام کے غیظ و غضب سے نکال کر تحفظ فراہم کرتا ہے اور ملزم کو صفائی کا موقع ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 1200 سے زائد مقدمات میں اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے اب تک کسی کو بھی سزائے موت نہیں ہوئی ہے۔ اگر ان ملزمان کو عوام کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا تو شاید ایک بھی زندہ نہ بچ سکتا۔ یہ اس قانون کے جواز اور ضرورت کا اہم پہلو ہے۔ قانون توہین رسالت ختم ہونے سے ایک نئے فتنے کا دروازہ کھل جائے گا اور لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر خود کارروائی کریں گے جو قابل افسوس ہوگا اور جسے روکنا ناممکن ہو جائے گا؟

قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کا مطالبہ کرنے والوں سے ایک سوال یہ ہے کہ اس قانون کی موجودگی میں آخر انہیں کس بات کا ڈر یا خوف ہے؟ ہمارے خیال میں ڈر یا خوف اسے ہوتا ہے جس کے دل میں چور ہو۔ مثال کے طور پر ایک شخص شراب نہیں پیتا، اسے شرابی کی سخت سے سخت سزا پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ایک شخص زنا کے قریب بھی نہیں پھٹکتا، اسے زنا کے مرتکب ملزم کو دی جانے والی سخت ترین سزا سے کیا اندیشہ۔ ایک شخص ڈکیتی کی واردات کا سوچ بھی نہیں سکتا، اسے ڈکیتی کے ملزم کو دی جانے والی سزا پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس طرح اگر کسی نے توہین رسالت کا ارتکاب نہیں کرنا یا وہ اس کا سوچ بھی نہیں سکتا تو اسے اس قانون پر کیا اعتراض اور خدشہ ہے۔ ڈر اور خوف کا شکار صرف وہی لوگ ہیں جن کے دل میں چور ہے، جو توہین رسالت کا ارتکاب کرنا چاہتے ہیں، جو مسلمانوں کی مقدس ترین ہستی کی شان میں توہین و تنقیص کا لائسنس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ یہ ایک مغربی ایجنڈا ہے جس کی تکمیل کے لئے ایک انتہا پسند گروہ سرگرم عمل ہے۔ اگر معترضین کا یہ ناجائز مطالبہ مان لیا گیا تو کل کلاں ان کے مطالبات کی فہرست مزید بڑھ جائے گی۔ وہ تو یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ آئین پاکستان سے قرارداد مقاصد کو ختم کیا جائے۔ تمام اسلامی قوانین کو منسوخ کیا جائے۔ شراب اور زنا پر عائد پابندی ختم کی جائے۔ پاکستان کے ساتھ لفظ اسلامی جمہوریہ ختم کیا جائے قرآن مجید پر نعوذ باللہ نظر ثانی کی جائے......

آخر آپ چند مٹھی بھر سیکولر حضرات کے کس کس مطالبہ کو پورا کریں گے؟ پارلیمنٹ میں متفقہ طور پر بنائے گئے کتنے قوانین ختم کریں گے؟ کیا اکثریت کے کوئی حقوق نہیں؟ کیا اکثریت کو اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کا کوئی حق نہیں۔

اگر یہ قانون موجود نہ ہو تو پھر مجرموں (گستاخوں) اور ان کے حمایتوں پر عدالت کے دروازے بند ہو جائیں گے جس کی وجہ سے ہر شخص قانون اپنے ہاتھ میں لے کر مجرموں سے انتقام لے گا جس سے ملک میں انارکی پھیلے گی۔ قانون ختم ہونے پر ملک گیر احتجاج کا ایک نہ تھمنے والا طوفان اٹھے گا، ہر گلی سے مسلمان نکلیں گے اور گستاخوں کو خود کیفر کردار تک پہنچائیں گے اور یہ ملکی سلامتی کے لئے انتہائی خطرناک ہوگا۔

معتبر ذرائع کے مطابق اس قانون کے تحت 1986ء سے لے کر اب تک بارہ سو سے زائد مقدمات درج ہوئے ہیں مگر آج تک ان میں سے کسی ایک کو بھی سزائے موت نہیں دی گئی۔ نتیجتاً 40 سے زائد ملزمان مشتعل مظاہرین کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قانون توہین رسالت پر قانون کی روح کے مطابق موثر انداز میں عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ماتحت عدالتیں تمام قانونی شواہد و واقعات کی موجودگی میں پورے طور پر مطمئن ہو کر ملزمان کو سزا سناتی ہیں جس کے بعد مغربی دنیا اس پر احتجاج کرتے ہوئے آسمان سر پر اٹھا لیتی ہے اور ملزم کی رہائی کے لئے سفارتی سطح پر ہر طرح کا دباؤ ڈالا جاتا ہے جس سے مجبور ہو کر حکومت ملزم کو عدالت سے بری کروانے کے لئے ہر ممکن ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے۔ اور بالآخر ملزم "باعزت" طور پر رہائی حاصل کر کے پورے پروٹوکول کے ساتھ بیرون ملک روانہ ہو جاتا ہے۔ جب کسی کو یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کے مقدس ترین ہستی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرنے پر نہ صرف اُسے کوئی سزا نہیں ملے گی بلکہ اپنی مرضی کے مغربی ملک میں فیملی سمیت ویزہ، نیشنلٹی اور لاکھوں ڈالر ملیں گے تو اس کی نہ صرف

حوصلہ افزائی ہو گی بلکہ وہ یقیناً ایسے قبیح فعل کا ارتکاب ضرور کرے گا۔

یہ بات بھی بڑی فکر انگیز ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صدر پاکستان اور گورنرز وغیرہ کو خاص استثنا حاصل ہے کہ وہ کچھ بھی کریں (خواہ بڑے سے بڑا فوجداری جرم ہی کیوں نہ ہو) یا کچھ بھی کہیں، انہیں ملک کی کسی عدالت میں نہیں بلایا جا سکتا۔ مزید براں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ عدلیہ اور حساس اداروں پر تنقید قابل جرم ہے جس کی قانون میں تحت سزا مقرر ہے۔ اس طرح تعزیرات پاکستان کی دفعہ 123 بی کے تحت پاکستانی پرچم کی توہین قابل جرم ہے۔ معترضین نے ان سزاؤں پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس صدر، گورنر، عدلیہ، حساس اداروں یا پاکستانی جھنڈے سے بھی کم ہے۔ تانگے میں جتے گھوڑے کی طرح آنکھوں پر کھوپے چڑھا کر صرف ایک ہی رُخ پر دیکھنا قرین انصاف نہیں۔ اگر یہ قانون ختم ہو گیا تو ملک بھر میں لا اینڈ آرڈر کا ایسا مسئلہ پیدا ہو جائے گا جس کی تلافی شاید ناممکن ہو۔ لاہور ہائی کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں لکھا تھا:

’’مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-سی کے احکامات نے یہ بات ممکن بنا دی ہے کہ ملزموں کا عدالتی طریقہ کار سے مواخذہ کیا جا سکے اور معاشرہ میں یہ رجحان پیدا کر دیا ہے کہ قانونی کارروائی کا سہارا لیا جائے۔ تعزیرات پاکستان کی مذکورہ بالا دفعہ کے تحت مقدمے کے اندراج سے ملزم کو ایک عرصہ حیات میسر آ جاتا ہے۔ اس امر کے پورے مواقع کے ساتھ کہ وہ اپنی پسند کے وکیل کے ذریعے عدالت میں اپنا دفاع کرے اور سزایابی کی صورت میں اعلیٰ عدالتوں میں اپیل، نگرانی وغیرہ جیسی دادرسی کا فائدہ اٹھائے۔ کوئی بھی شخص، کجا ایک مسلمان، ممکنہ طور پر اس قانون کی مخالفت نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ من مانی کا سد باب کرتا ہے اور قانون کی حکمرانی کو فروغ دیتا ہے۔ اگر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-سی کے احکامات کی تنسیخ کر دی جائے یا انہیں دستور سے متصادم قرار دے دیا جائے تو معاشرہ میں ملزموں کو جائے واردات پر ہی ختم کرنے کا پرانا دستور بحال ہو جائے گا۔‘‘ (پی ایل ڈی 1994ء لاہور 485)

قارئین کرام! اس وقت اسلام دشمن بیرونی طاقتوں کے دباؤ پر پاکستان میں قانونِ توہین رسالت کو پس پردہ غیر مؤثر یا ختم کئے جانے کے مختلف اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ قانون توہین رسالت کو ختم کئے جانے کا مطلب ہے کہ (نعوذ باللہ) گستاخانِ رسول کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین کرنے کا کھلا لائسنس دے دیا جائے۔ حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ امتی ہونے کے ناتے ہمیں اس قانون کی حفاظت کے لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر تمام ضروری کاوشیں اور وسائل بروئے کار لانے چاہئیں۔ یاد رکھیے! جو شخص دامے درمے قدمے سخنے کسی بھی طریقے سے تحفظ ناموس رسالت کا کام کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کام کی ترغیب اور تلقین کرتا ہے تو یقیناً وہ قبر و حشر میں ہر قسم کے خوف سے آزاد ہو گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے خوش نصیبوں کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور خاص رحمت کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اہم کام صرف انہی لوگوں سے لیتے ہیں جن کی بخشش اور مغفرت کرنا مقصود ہو۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کا تحفظ اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔ اس سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں، رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے، یہ عظیم الشان کام قبر میں چراغ نجات ہے، اندھیرے میں روشنی ہے، جہنم کی آگ کے لئے آڑ ہے، پل صراط سے جلدی سے گزارنے والا ہے۔ اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ حرمتِ رسول کے تحفظ کے لئے کام کرنے والا ہر شخص جنتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد پاک کا مفہوم ہے ’’اگر کسی نے ہم پر کوئی احسان کیا ہے تو ہم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کہ ان کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن انہیں اللہ تعالیٰ دے گا‘‘۔ یہ قاعدہ و قانون اب بھی موجود ہے۔ آج بھی اگر کوئی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے کام کرتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے اس فعل سے نہ صرف بے حد خوش ہوتے ہیں بلکہ آپؐ اس شخص کے اس احسان کا بدلہ قیامت کے دن اپنی شفاعت کے ذریعے ادا فرمائیں گے......

ایک گنہگار امتی کو اس سے بڑھ کر اور کیا انعام چاہئے! حقیقت یہ ہے کہ تمام دعاؤں سے تو دنیا ملتی ہے۔ مگر تحفظِ ناموس رسالت کے کام سے سرکار دو جہاں یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملتے ہیں، جب آپ مل گئے تو پھر کمی کس چیز کی ہے۔ دنیا میں بھی کامیابی، آخرت میں بھی کامیابی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆..........☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے

مرکزی قائدین کا تبلیغی دورہ ضلع اوکاڑہ وقصور

اوکاڑہ (مولانا عبدالرزاق) ۱۳ر ستمبر بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد رابعہ بصریہ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ میں منعقد ہوئی۔ قاری حق نواز نے تلاوت اور مولانا راشد نے نقابت کی، مولانا عبدالقیوم نے نعت رسول مقبول پڑھی۔ راقم الحروف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے تفصیلی بیان میں فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ختم نبوت کے چوکیداروں کی جماعت ہے، یہ ناموس رسالت اور مسلمانوں کے ایمان کے پہریدار بن کر پوری دنیا میں کام کررہے ہیں۔

۱۴ر ستمبر کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا خطبۂ جمعہ جامعہ عربیہ رحمانیہ قصور روڈ الہ آباد میں ہوا۔ حضرت مفتی عبدالعزیز عزیزی نے مہمان نوازی کی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد شیخ عماد ضلع قصور میں بیان ہوا، بعد نماز فجر مدنی مسجد حجرہ شاہ مقیم میں درس قرآن دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا ۱۴ر ستمبر کا خطبہ جمعہ جامعہ حنفیہ مدنی مسجد بصیر پور میں ہوا۔ راقم نے مکی مسجد بصیر پور میں جمعہ پڑھایا، بعد نماز عشاء جامع مسجد عثمانیہ منڈی احمد آباد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت قاری عبدالستار نے کی، مولانا عبدالقیوم، بابر سلطان اور مختار مدنی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ پیر طریقت حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب نے سرپرستی فرمائی، طبیعت ناساز ہونے کی بنا پر شاہ صاحب کا بیان نہ ہوسکا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا ایمان افروز بیان ہوا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ قادیانی وہ لابی ہے جن کا الہامی عقیدہ اکھنڈ بھارت ہے، یہ لوگ پاکستان سے نہیں قادیان سے محبت کرتے ہیں، اسی گروہ کے متعلق علامہ اقبالؒ نے کہا تھا کہ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے، قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔

۱۵ر ستمبر کو مدرسہ تعلیم القرآن کھڈیاں میں دن ۱۱ بجے شاہین ختم نبوت کا بیان ہوا، بعد نماز عشاء جامع مسجد میواتیاں میں حافظ جعفر ضیاء، مولانا زبیر خلیل کی نعت ہوئی، حافظ اسامہ نے نقابت کی۔ مولانا زبیر احمد، راقم اور شاہین ختم نبوت کا تفصیلی بیان ہوا۔ مولانا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی ہستی اس کائنات میں کوئی نہیں۔ مسلمان اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے بھی ناموس رسالت کا تحفظ کریں گے اور یہود ونصاریٰ کی مصنوعات سے بائیکاٹ کریں گے۔

۱۶ر ستمبر مدرسہ قاسم العلوم ڈھنگ شاہ میں اکابرین نے آرام کیا اور علاقہ کے احباب کو قیمتی نصائح فرمائیں، بعد نماز ظہر جامع مسجد علی معاویہ میں مولانا عبدالغفور صاحب کے ہاں راقم اور شاہین ختم نبوت نے بیان فرمایا، بعد نماز مغرب جامع مسجد امیر معاویہ طوطل چوکی میں عابد احسان نے نقابت کی۔ شاہین ختم نبوت نے فرمایا کہ ۷ر ستمبر دس ہزار شہدائے ختم نبوت کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ اللہ پاک نے ۱۹۷۴ء میں نوے سالہ مسئلہ کو حل کردیا، پاکستان کی تمام دینی وسیاسی، مذہبی جماعتوں نے مشترکہ طور پر حصہ لیا۔ ۷ر ستمبر کو کفر ہارا اور اسلام جیتا، مولانا آصف رشیدی صاحب کی کئی نعتیں ہوئی، مولانا عبدالرزاق کی دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقع پر طلبا کی دستار بندی بھی کرائی گئی۔ مولانا وحید الحسن نے تمام مہمانوں کی کھانے سے تواضع کی۔ ۲۳ر ستمبر کو بعد نماز مغرب حضرت خواجہ خان محمد مسجد کھڈیاں ضلع قصور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ نعت رسول مقبول حافظ جعفر ضیاء نے پڑھی، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب نے نقابت کی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی اور راقم کا بیان ہوا۔ حضرت مولانا عمر فاروق لکھوی نے مہمانوں کی کھانے سے تواضع کی۔ شرکائے کانفرنس کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی بھی دعوت دی۔

☆☆..........................☆☆

سلام زندہ باد | پانچواں سالانہ کل کراچی بین المدارس | تاجدار ختم نبوت زندہ باد

۱۴۴۰ھ

تقریری مسابقہ

۱) مقابلہ کی تاریخ سے ایک ہفتہ قبل اپنا نام، مدرسہ کی تصدیق کے ساتھ اور اپنی تقریر تحریری صورت میں جمع کرانا لازمی ہے۔ 2) منصفین کا فیصلہ حتمی ہوگا۔ 3) منتخب شدہ عنوان کا التزام ضروری ہے۔ 4) تقریر کا دورانیہ 5 تا 7 منٹ ہوگا۔ 5) صرف درس نظامی (اعدادیہ تا دورہ حدیث) کے طلبہ مقابلے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ 6) جو طلبہ گزشتہ سالوں میں فائنل مقابلہ تک پہنچ گئے تھے امسال کسی بھی مرحلے میں شریک نہیں ہو سکتے۔ 7) طالب علم اپنے مدرسے کے ٹاؤن میں ہی شریک ہو سکتا ہے۔

کراچی کے 18 ٹاؤنز میں منعقد ہونیوالے تقریری مسابقے ایک نظر میں

یکم نومبر بروز جمعرات

نارتھ کراچی ٹاؤن
جامعہ مدنیہ، نیو کراچی
0313-7010651

جمشید ٹاؤن
جامعہ معہد الخلیل الاسلامی، بہادر آباد
0300-2444226

سائٹ ٹاؤن
جامعہ خلفائے راشدین، پرانا گولیمار
0333-2493677

شاہ فیصل ٹاؤن
جامعہ تراث الاسلام، شاہ فیصل کالونی
0300-2751607

ملیر ٹاؤن
جامعہ خاتم النبیین، ماڈل کالونی
0313-2020645

صدر ٹاؤن
مہاجر مکی مسجد، صدر
0300-3362937

08 نومبر بروز جمعرات

گڈاپ ٹاؤن
جامعہ صدیقیہ، نور محمد گوٹھ
0333-2374680

لیاقت آباد ٹاؤن
الجامعہ الصدیقیہ، بی ایریا تین ہٹی
0301-2754090

بلدیہ ٹاؤن
جامعہ عمر مکہ مسجد، نئی آبادی
0316-2553395

گلشن اقبال ٹاؤن
جامعہ عربیہ اسلامیہ، اسکاوٹ کالونی
0300-3721458

لانڈھی ٹاؤن
جامعہ تحفیظ القرآن، شیر پاؤ کالونی
0315-3796371

لیاری ٹاؤن
جامعہ محمودیہ، میراں ناکہ
0341-2566531

15 نومبر بروز جمعرات

نارتھ ناظم آباد ٹاؤن
جامعہ دار العلوم رحمانیہ، بفرزون
0313-2778740

گلبرک ٹاؤن
جامع مسجد الاخوان، دستگیر سوسائٹی
0333-3088696

اورنگی ٹاؤن
جامع مسجد حنفیہ، 5 نمبر چورنگی
0334-3947670

کورنگی ٹاؤن
مدرسہ رحمانیہ، بلال کالونی
0313-8903266

بن قاسم ٹاؤن
جامعہ محمودیہ اشاعت القرآن، قائد آباد
0333-2578711

کیماڑی ٹاؤن
جامعہ عثمانیہ، شیر شاہ
0301-2269642

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
0332-2454681
0213-2780337

پشاوری پرنٹرز 0315-3796371 0331-3796371 کراچی

سلام زندہ باد

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

37 ویں سالانہ

بتاریخ 9 نومبر 2018 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء رات گئے تک ان شاء اللہ

عظیم الشان تاریخی ختمِ نبوت کانفرنس

ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

بمقام چھتری چوک نزد شاہ عبداللطیف ہائی اسکول ٹنڈو آدم صوبہ سندھ

بہ فیضانِ نظر

قطب الاقطاب خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر صدارت

پیر طریقت ولی کامل مجاہد ختم نبوت

فاتح قادیانیت

حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی صاحب مدظلہ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ

عنوانات

توحید باری تعالیٰ جل شانہ

سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

عقیدہ ختم نبوۃ

حیات عیسیٰ علیہ السلام

عظمت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم

اتحادِ اُمت

اور ظہورِ مہدی علیہ الرضوان

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

تمام عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جوق در جوق شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت ٹنڈو آدم صوبہ سندھ

023-5571613

0300-3351713

0333-2881703